المشتہر

نشان دولت

قومی شوکت

خداداد افغانستان

ذکر شاہ اسلام

یعنے

اعلیٰحضرت سراج الملۃ والدین امیر المومنین ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان

پادشاہ دولت خداداد افغانستان خلد اللہ ملکہ کے مختصر حالات

مؤلفہ

حاجی محمد خان ولد عبد الشفائی رئیس خورجہ مصنف ناول الحاج علی

و معراج المومنین و اصول تجارت و ناول آئینہ نجات وغیرہ

در مطبع نظامی دہلی باہتمام محمد سلیمان اتمام یافت

ZIKR
I-
SHAH
I-
I SLAM

Zekr-e Shâh-e eslâm

1906

Delhi

par Mohammad Khân, hâjji
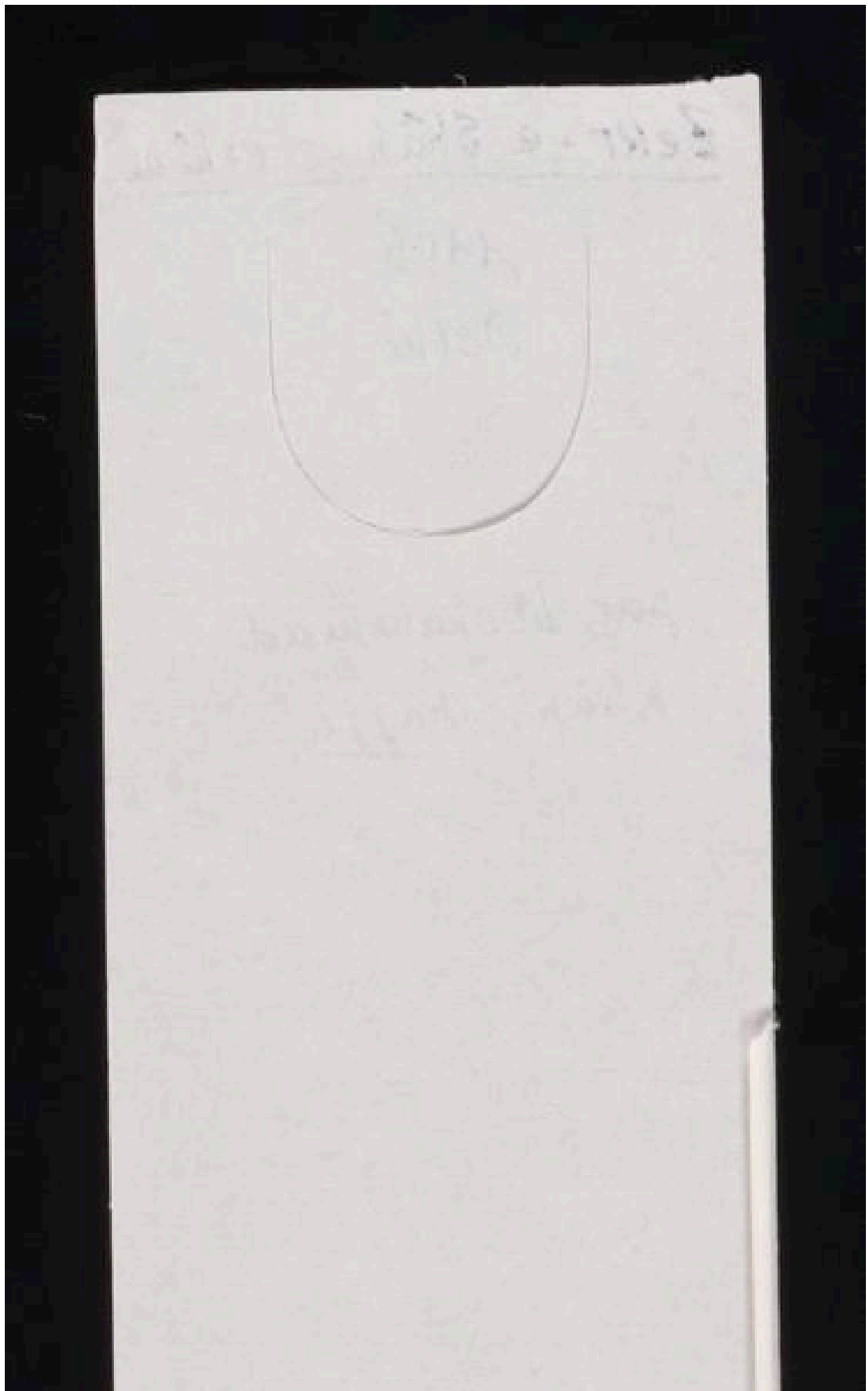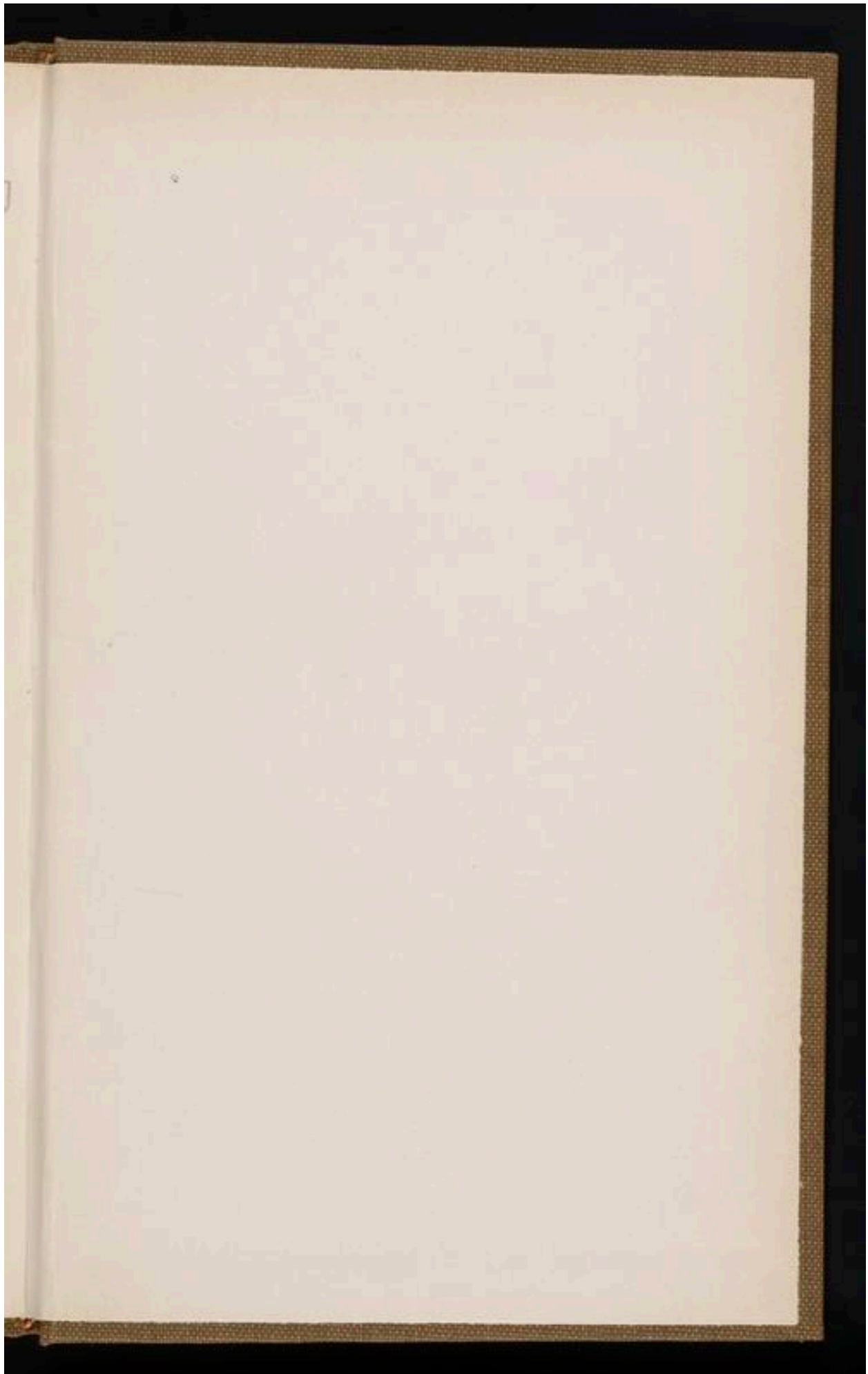
Zekr-e shâh-e Islam [HA]

Delhi, 1906
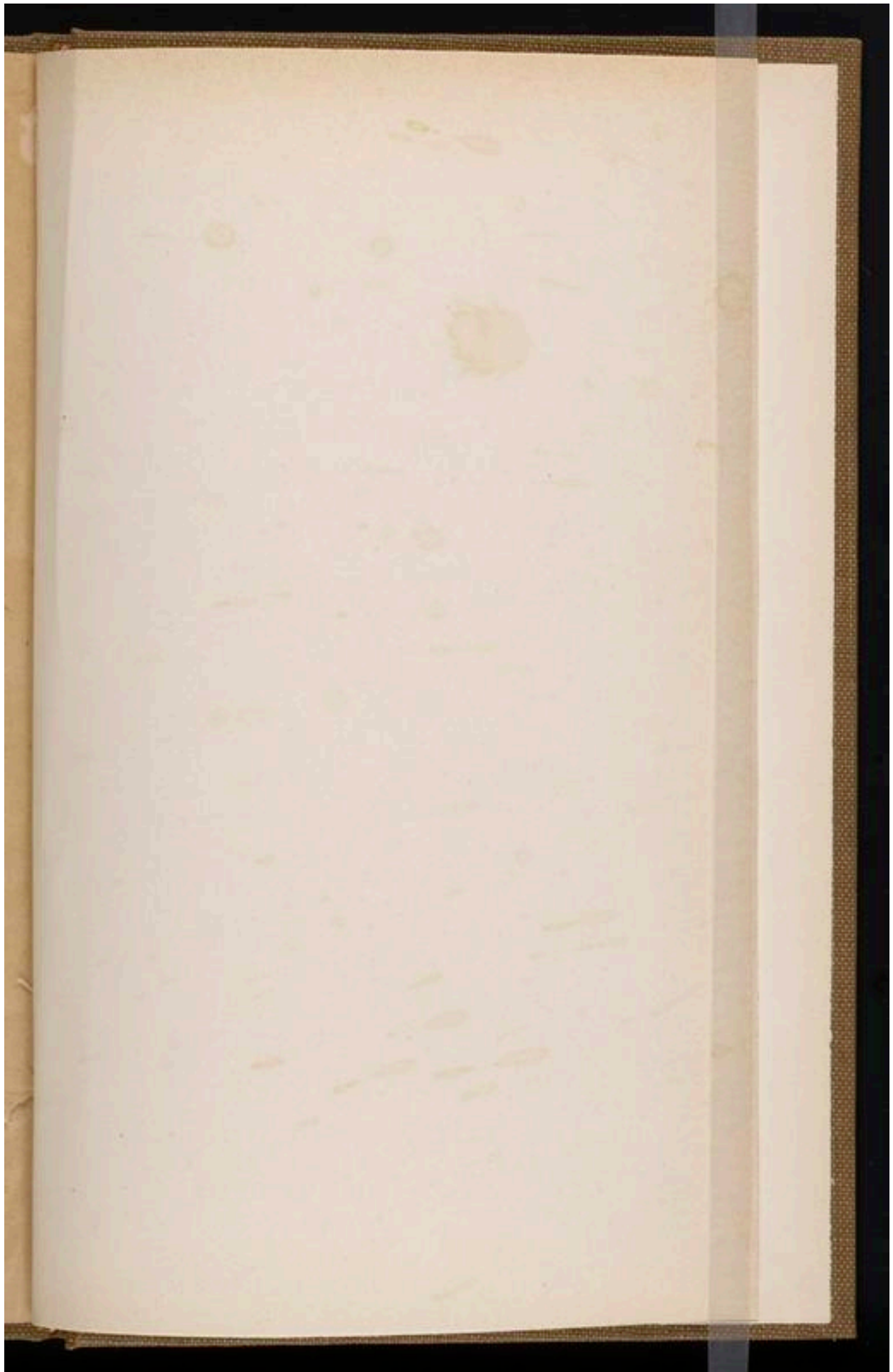
الله ہو
نشان دولت
قوی شوکت
خداداد افغانستان

ذکر شاہ اسلام

یعنی

اعلیٰحضرت سراج الملۃ والدین امیر المومنین ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان
پادشاہ دولت خداداد افغانستان خلد اللہ ملکہ کے مختصر حالات

مولفہ

حاجی محمد خان ولد عبد اللہ خان رئیس خورجہ مصنف ناول طلب صادق
و معراج المومنین و اصول تجارت و ناول آئینہ نجات وغیرہ

در مطبع نظامی دہلی باہتمام محمد سلیمان اہتمام یافت
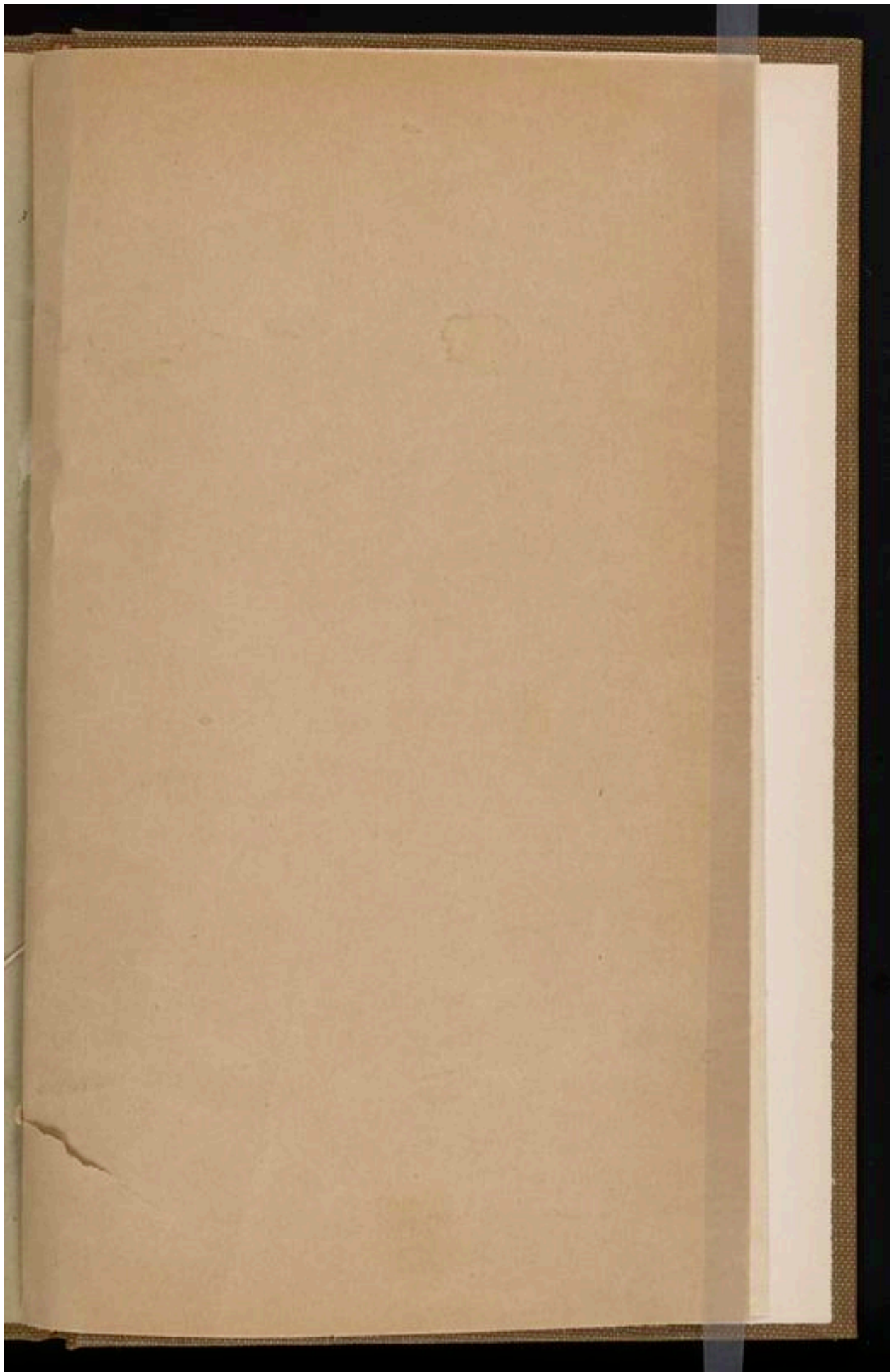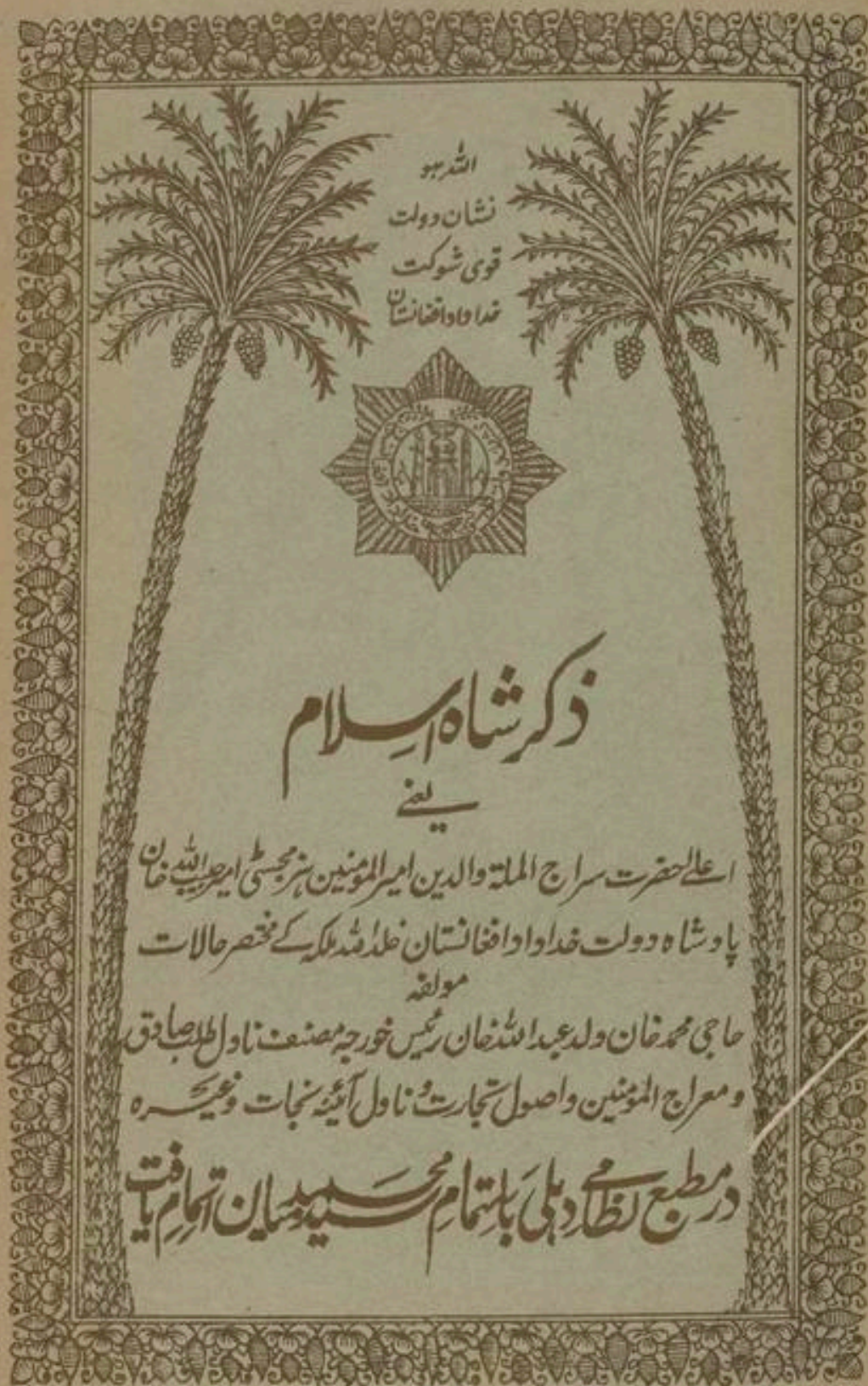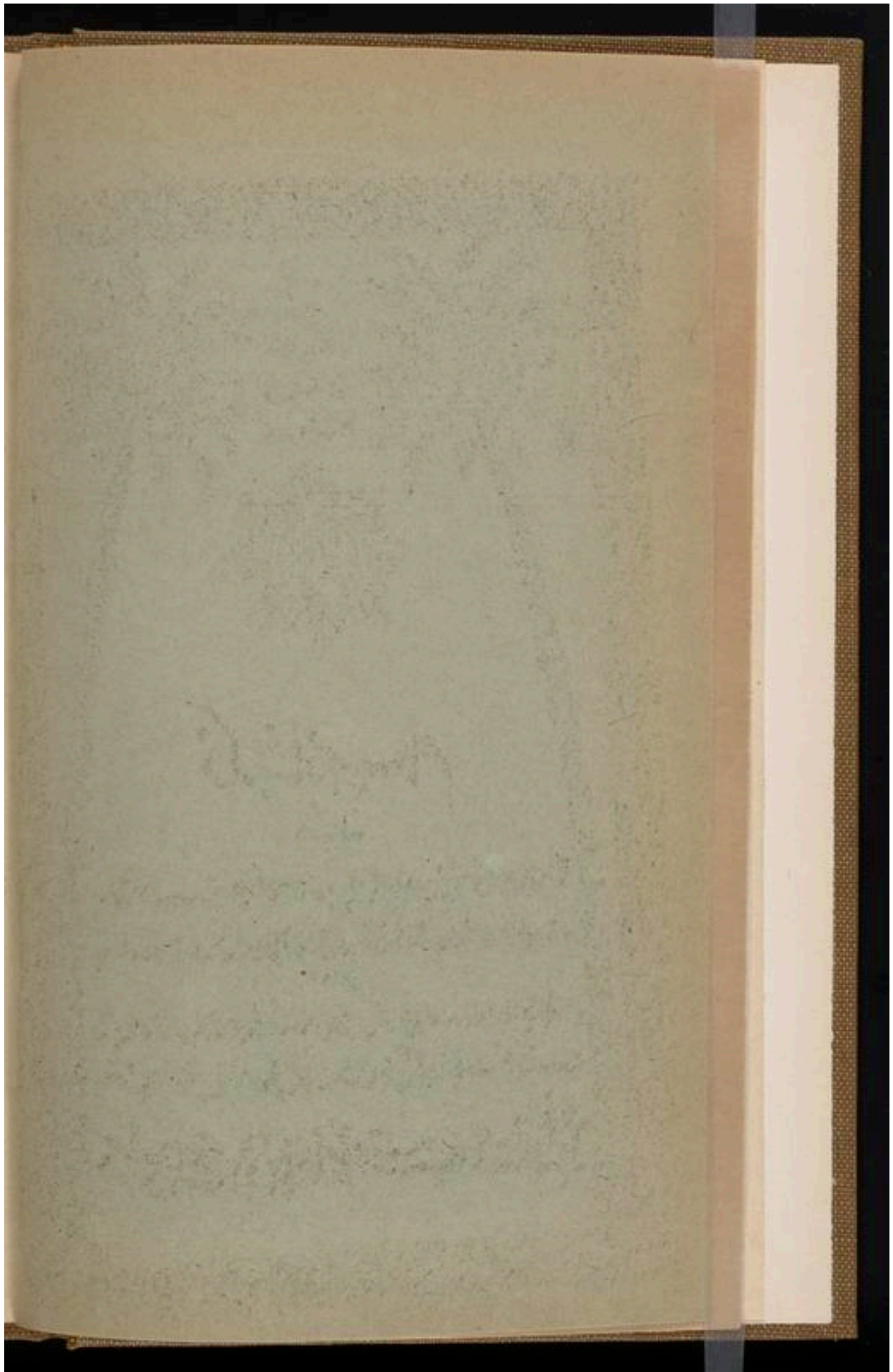
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلیٰحضرت ہز میجسٹی سراج الملة والدین امیر المؤمنین امیر حبیب اللہ خان بادشاہ دولت خداداد افغانستان خلد اللہ ملکہ۔ بطور مہمان ہمارے سرکار والا تبار یعنی دولت العالیہ برطانیہ ہندوستان تشریف لاتے ہیں۔ اس لئے میرا خیال تھا کہ اعلیٰحضرت سراج الملة والدین خلد اللہ ملکہ و اقبالہٗ کے اوصاف و حالات میں کسی لائق اور قابل شخص کی تالیف ضرور شائع ہوگی کیونکہ اعلیٰحضرت کا ہندوستان میں قدم رنجہ فرمانا کوئی معمولی امر نہیں ہے۔ ہمکو معلوم نہیں ہوتا کہ کبھی کوئی تاجدار ہندوستان میں بطور مہمان آیا ہو۔ یہ فخر ہندوستان کو اول ہی مرتبہ حاصل ہوتا ہے لیکن اسوقت تک ہمکو معلوم نہیں ہوا کہ کوئی ایسی کتاب شائع یا طبع ہوئی ہے۔ لہذا بندہ نے یہ خیال کر کے کہ ایسے ہمہ صفت موصوف پادشاہ اسلام کے اوصاف حمیدہ کا جنکا وجود مبارک نہ صرف افغانستان بلکہ اسلام کے واسطے رحمت الٰہی ہے۔ اہل ہند کو معلوم نہ ہونا قابل افسوس امر ہے کیونکہ ہر شے کی وقعت اُسکی معرفت سے ہوتی ہے ایسا قصد کیا ہے گو یہ امر میری قابلیت اور گنجائش وقت کے بالکل خلاف ہے نہ اب وہ تصاویر فراہم ہو سکتی ہیں جو اعلیٰحضرت کے دربار کے شاہی شان و شوکت کا نظارہ دکھا سکیں۔ نہ اب ایسے مضامین کی فراہمی ممکن ہے جسے پورے طور پر اوصاف ذات اقدس شاہانہ معلوم ہوں۔ کیونکہ تالیفات میں حالات صحیحہ کا معلوم

ہونا ضرور ہے۔ ذہنی ایجادات کی اُس میں گنجایش نہیں ہے نہ میں اس کام کے واسطے تیار ہوں۔ اگر مجھکو پہلے سے ایسا خیال ہوتا تو تمام سامان مذکورہ بآسانی کابل میں فراہم کرلیتا لیکن درصل میں اسی خیال میں رہا کہ اعلیٰ حضرت کے وہ لایق اور قابل نمک خوار جو ہندوستان اور اُردو زبان سے خوب واقف ہیں ایسے ضروری امر کو فروگذاشت نہ کرینگے کیونکہ جہان کی شان و شوکت اُسی پر منحصر ہے کہ اُسکے گھر کے حالات اور اوصاف حمیدہ ظاہر ہوں۔ لیکن یہ اتفاقی امر ہے کہ ان حضرات کا خیال اس طرف نہیں گیا (شاید یہ ایشیا ہونیکا باعث ہے یورپ میں تو ایسے عظیم الشان امر پر صدہا کتابیں تالیف و تصنیف ہو جائیں) اور مجھ سے ناقابل اور ناواقف کو یہ خدمت انجام دینی پڑی۔ میں سخت حیران ہوں کہ لکھوں تو کیا لکھوں مضمون نگاری کا مجھکو سلیقہ نہیں۔ صدہا اوصاف جو ذات اقدس شاہانہ کے سُنے تھے وہ یاد نہیں رہے۔ اور جو اُن میں سے چند یاد ہیں اُن میں بھی اکثر کے بیان کرنیوالوں کا نام یاد نہیں رہا۔ اور بلا ثبوت اِس زمانہ میں کسی تحریر کا اعتبار نہیں۔ کابل میں میرے قیام کی مدت بہت کم سوائے چند امور کے زیادہ مشاہدہ کا موقع بھی نہیں ملا۔ ایسی حالت میں یہی مناسب تھا کہ میں بھی خاموشی اختیار کرتا اور کسی ذاتی فائدہ کے فکر میں مصروف ہوتا۔ لیکن طبعیت کے تعلق کو کیا کروں بقول شخصے۔ ؎

محبت ہست کہ دل رانمے دہد آرام ✤ وگرنہ کیست کہ آسودگی نمے خواہد

لہذا مجبوراً ناظرین کے اوصاف حمیدہ اور خلق پر بامید عیب پوشی تکیہ کرکے جو کچھ بھی مجھے معلوم ہے اپنی ٹوٹی پھوٹی قصباتی زبان میں تحریر کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں کیونکہ نہ ہونے سے ہونا پھر بھی بہتر ہے بقول شخصے۔ گندم اگر بہم نرسد جو غنیمت ہست ✤

المکلف حاجی محمد خان ساکن خورجہ ۲۹۔ شوال المکرم سنہ ۱۳۲۴ ہجری ✤

دیباچہ مؤلف

سنہ ۱۹۰۷ء مسلمانان ہندوستان کے واسطے کیسا مبارک سال ہے جس میں یہ ایک بادشاہ اسلام اور اپنی فرمانروا شہنشاہ کی قلبی اتحاد کی عملی تصویر دیکھتے ہیں۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، اگر بنظر غور دیکھا جائے تو لا انتہا مسرت کا باعث ہے اسلئے کہ یہ امر اظہر من الشمس ہے، کہ ہر ایک نیک انسان کو اپنی مذہب سے قلبی تعلق ہوتا ہے ایسی حالت میں مسلمانوں کی طبیعت کا میلان پادشاہ اسلام کی طرف فطرتی امر ہے۔ اسی طرح انسانی طبیعت کا یہی خاصہ ہے کہ جس کی سایہ عاطفت میں پرورش پاتا ہے زندگی آرام و آسایش سے گذارتا ہے اُس کے وجود مبارک سے بھی اسکا تعلق فطری اور قلبی ہوتا ہے۔ جہانتک ہم غور کرتے ہیں ہم کو ہمارا تجربہ بتاتا ہے کہ تاج برطانیہ تمام عالم میں عدل و انصاف اور رعایا پروری کے نور کا چمکتا ہوا ستارہ ہے ہم مسلمانوں نے بلکہ تمام اہل ہند نے اپنے پیارے شہنشاہ کے سایہ عاطفت میں بڑے آرام و اطمینان سے زندگی بسر کی ہے اسلئے ہر نیک دل اور منصف مزاج ہندوستانی کو تاج برطانیہ کے ساتھ قلبی محبت کا ہونا لازمی امر ہے۔ مذکورہ بالا بیان سے صاف ظاہر ہے کہ اہل اسلام ہندوستان کو اپنے شہنشاہ اور بادشاہ اسلام سے فطری تعلق اور محبت ہے۔ اب اس سے زیادہ اور کیا خوشی ہو سکتی ہے جب وہ دونوں کا اتحاد قلبی

دیکھیں اور آیندہ اُس کی اور مضبوط اور مستحکم ہونے کی اُمید ہزار ہا خوش کن خیالات پیدا کرتی ہو۔ اللّٰھم ضد فضل۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر ہم ہزمجسٹی پادشاہ افغانستان کی تعریف و توصیف کریں یا اُن سے جائز تعلق رکھیں تو ہماری گورنمنٹ کی ناراضی کا باعث ہوگا۔ ہمارے نزدیک یہ خیال نہایت غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو افغانستان کی اس عزت اور ترقی کا بڑا باعث ہماری گورنمنٹ ہی کی امداد ہے نہایت تعجب خیز امر ہے کہ خود ہی تو گورنمنٹ انکی عزت افزائی کرتی ہو اُنہیں مہمان بناتی ہو اپنا دوست بناتی ہے پھر جو اُنکی عزت کریں اور اُنہیں محبت کی نظر سے دیکھیں وہ گورنمنٹ کے مخالف تصور کئے جائیں ع چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا + یہ کونسے ملک کا فلسفہ ہو کہ دوست کا خیر خواہ مخالف ہوتا ہے + اعلیٰ حضرت کا ہندوستان میں بطور مہمان تشریف لانا گورنمنٹ کی دوستی کا قاطع ثبوت ہے۔ بقول حضرت ضیاء الملۃ والدین خلد آشیان علیہ الرحمۃ = میں[1] چاہتا ہوں کہ خود ہندوستان جاکر ویسرائے سے دوستانہ ملاقات کروں تاکہ تمام دنیا کو معلوم ہوجائے کہ جس حالت میں کہ امیر افغانستان ایک خود مختار اور آزاد حکمران خلاف معمول اپنے ملک کے باہر جاکر صرف ایک مختصر باڈی گارڈ کے ساتھ نائب و نیز ویسر ملکۂ انگلستان کے ملنے کے لئے ہندوستان جاتا ہو تو ضرور ہے کہ ان دونوں قوموں میں نہایت اختلاط و اتفاق ہے اور ایک کو دوسرے پر کامل اعتبار و اعتماد ہو اس ذریعہ سے تمام جھوٹی افواہوں کی تردید ہوجائیگی اور ثابت ہوجائیگا کہ مابین سلطنت انگلستان و افغانستان سچی خالص دوستی ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ کی عظمت اور دبدبہ زیادہ ہوجائیگا اور عام طور پر ظاہر ہوجائیگا کہ ہندوستان و افغانستان کی حفاظت اور مضبوطی اسی پر منحصر ہو کہ دونوں میں باہم اتحاد و اتفاق رہے = الخ =

[1] تزک عبد الرحمانی جلد دوم صفحہ ۱۱۵۔

بعض حضرات کا یہ مقولہ ہے کہ شاید آیندہ نااتفاقی ہو جائے ایسے حضرات کا فلسفہ اور شاید بعینہٖ اُس ملازم کے فلسفہ اور شاید کے مطابق ہے جو کہ اپنے مریض آقا کی خدمتگزاری پر معمور تھا جنکا مکالمہ ذیل میں درج ہے

= آقا = مجھے اسوقت تکلیف ہے جاکر ڈاکٹر کو بلا لاؤ =

= ملازم = شاید ڈاکٹر اسوقت مکان پر نہوں =

= آقا = میں جانتا ہوں کہ وہ مکان پر ہیں =

= ملازم = اگر مکان پر بھی ہوں تو شاید آئیں یا نہ آئیں =

= آقا = ضرور آئیں گے =

= ملازم = شاید اُن کے پاس دوا نہو =

= آقا = اُن کے پاس دوا بھی ہے =

= ملازم = شاید دوا اثر نہ کرے =

= آقا = ضرور اثر کرے گی =

= ملازم = اور جو شاید آپ کو مرض الموت ہو =

= آقا = مرض الموت نہیں ہے =

= ملازم = آخر مرنا ہے یا نہیں جب مرنا ضرور ہے تو ہمیں فرق ہی کیا ہے دو روز پہلے مرے یا دو روز بعد پیچھے اگر تھوڑی دیر کیواسطے بفرض محال ایسے حضرات کے فلسفہ اور شاید کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو ہم کہتے ہیں جب گورنمنٹ سے نہ اتفاقی ہو جائیگی تو ہمارے تعلقات بھی منقطع ہو جائینگے - اگر اسی شاید پر عمل کیا جائے تو تمام امورات دینی و دنیاوی ترک کر دینا چاہیئے کیونکہ شاید کا امکان ہر کام میں ممکن ہے - لہذا ہر پہلو سے اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنی پیاری گورنمنٹ کے معزز مہمان کے اوصاف حمیدہ اور حالات ناظرین کے سامنے پیش کئے جائیں -

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ذکر شاہ اسلام

خلد اللہ ملکہٗ
سراج الملۃ والدین

السلطان ظل اللہ فی الارض ومن اکرمہ اکرمہ اللہ ومن اھانہ اھانہ اللہ

حضرت سراج الملۃ والدین امیر المومنین خلد اللہ ملکہ واقبالہ نسلاً اعلیٰ حضرت ضیاء الملۃ والدین امیر المومنین امیر عبدالرحمٰن خان خلد آشیان رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند رشید ہیں اور حکومتاً اعلیٰ حضرت احمد شاہ درانی خلد آشیان علیہ الرحمۃ کے پوتے اور تاریخاً حضرت جلالت مآب محمود غزنوی خلد آشیان رحمۃ اللہ علیہ کے پرپوتے ہیں۔

حضرت سراج الملۃ والدین خلد اللہ ملکہ کی ولادت ۱۸۷۲ء میں ہوئی اسوقت عمر مبارک کا پچیسواں[۲۵] سال ہے تعلیم و تربیت اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت ضیاء الملۃ والدین خلد آشیان کے سایہ عاطفت میں پائی جن کی عقل و فراست کا تمام عالم کو اعتراف ہے بقول مؤلف تزک عبدالرحمانی[1] = میرے نزدیک اس امر کے ثابت کرنے میں وقت ضائع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ امیر عبدالرحمٰن خان اس زمانہ کے بزرگ و لایق ترین اشخاص میں سے ہیں۔ اُن تمام مدبروں نے جو کہ اُنسے ملے ہیں یہی رائے قایم کی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ وہ عجیب و غریب نادر کامیابی جو انہیں افغانستان ایسے ملک کو جو کہ اُنکے زمانہ سے پیشتر ایک ویران خطہ زمین وحشی

[1] دیباچہ مؤلف تزک عبدالرحمانی صفحہ ۔

قوموں سے آباد تھا ایک مضبوط اور باقاعدہ اسلامی سلطنت بنائی اور صنعت وحرفت و زمانہ حال کے نئی معلومات کا مرکز بنانے میں ہوئی ہے اپنی آپ نظیر ہے اور اُن کی غیر معمولی قدرتی فہم وذکا کے ثبوت کے لئے کافی ثبوت ہے۔ الخ۔ا

فی الواقع خدائے عزوجل نے حضرت ضیاء الملۃ والدین خلد آشیاں کے وجود مبارک میں دینی و دنیاوی دونوں قسم کی اعلیٰ قابلیت پیدا کی تھی اور وجود مبارک کو اس شعر کا مصداق پیدا کیا تھا۔ شعر۔

اود ہر اللہ سے واصل ادیہ ہر مخلوق کے شامل ✣ خواص اوس برزخ کبریٰ میں تھا حرف مشدد کا

اعلیٰ حضرت ضیاء الملۃ والدین خلد آشیان علیہ الرحمۃ والغفران کا مختصر حال بڑے دلچسپی ناظرین اور اسلئے ہم تحریر کرتے ہیں جس سے ذات اقدس شاہانہ حضرت سراج الملۃ والدین خلد اللہ ملکہ کی اعلیٰ قابلیت کا جو بوجہ تعلیم وتربیت خلد آشیاں حاصل ہوئے اندازہ ہو سکے۔

مختصر حال خلد آشیان

اول ہم چند اشعار ایک ولی کامل کی تصنیف سے جو اعلیٰ حضرت خلد آشیان کی توصیف وثنا میں ارشاد فرمائے ہیں عرض کرتے ہیں۔ ؎

آمدہ سرورے از دودۂ عالی افغان ✣ قوم ابدال شرف یافتہ از قطب زمان
آن ضیا ملت دین زیب سریر کابل ✣ حامیئے دین متین نائب سردار رسل
ظل یزدان بزمین خسروے اہل ایمان ✣ مظہر رحمت حق ماہر شرع وعرفان

اعلیٰ حضرت کی حمیت اور غیرت اسلامی کا اندازہ ترک عبد الرحمانی کے اکثر مقامات سے ہوتا ہے۔ ہم صرف ایک مقام کی عبارت بطور نمونہ تحریر کرتے ہیں جو اُسی بزرگ ور مدبر وجود مبارک کی زبان اور قلم سے نکلی ہے۔

جفاکشی[1] سے مجھے مطلق تکلیف نہیں ہوتی۔ بلکہ مجھے اُس سے الفت ہے اور میں کبھی نہیں تھکتا اس لئے کہ مجھے کام ومحنت کا ازحد شوق ہے اسمیں شک نہیں کہ ہر شخص میں ایک نہ ایک قسم کی اولوالعزمی ہوتی ہے اور میری عالی حوصلگی یہی ہے کہ حتی الامکان مشقت ومحنت کرون جسقدر کام میں کرتا ہون وہ اپنی سلطنت کے انتظام کو مکمل کرنے کی غرض سے ہے۔ یہ ذوق وشوق ومحنت خداوندتعالٰی کی طرف سے ہے۔

میری زندگی کی بڑی آرزو اور خواہش یہی ہے کہ جس انسانی گلے کو خدا نے مجھ ناچیز غلام کے سپرد کیا ہے اُس کی نگرانی وحفاظت کروں۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے۔ اِذا اراد اللہ شیءً ھیاء ءتا الخ

چونکہ خدا کو منظور تھا کہ افغانستان کو بیرونی حملوں اور اندرونی شورش سے بچائے اس لئے اُس نے اس حقیر کو ایسی ذمہ داری کا رتبہ دے کر عزت افزائی کی اور وُہی اسکا باعث ہے کہ میں رفاہ عام کے خیال میں غرق رہتا ہوں اُسی نے میرے دلمیں یہ بات ڈالی ہے کہ اہل افغانستان کی ترقی کا دل سے کوشان رہون۔ اور اُن کی بہبودی اور اُس مقدس نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے مذہب کے لئے جان تک دینے سے دریغ نہ کرون۔ الخ۔

اعلےٰ حضرت خلدآشیان علیہ الرحمتہ کے بلند مرتبہ اور تقدس کے ثبوت میں اپنا واقعہ عرض کرتا ہون سنہ ۱۹۰۰ء میں اعلیٰ حضرت خلدآشیان نے بندہ کو طلب فرمایا بموجب امر مبارک پابوسی کا قصد کیا۔ لیکن یہ امر مین نے ایک بزرگ کی رائے اور اجازت پر منحصر رکھا جنکو میں کیا خداپرستوں کا بڑا گروہ ولی کامل اور محدث جانتا تھا۔ الغرض

[1] تزک عبدالرحمانی جلد دوم صفحہ ۷۶۔

مذکورہ حاضر حضور ہوکر اپنا قصہ عرض کیا جس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ اس کا جواب کل
دیا جائے گا چنانچہ دوسرے روز بعد نماز فجر ارشاد فرمایا مجھو شب کو معلوم ہوا کہ تمام عالم
حضرت ضیاء الملتہ والدین کے وجود مبارک کے نور سے منور ہے جاؤ قدم بوسی حاصل کرو
خدا مبارک کرے۔ یہ سنکر میں خاموش ہو رہا کیونکہ اس ارشاد سے میرے قلب میں
خطرات پیدا ہوئے جن کا عرض کرنا خلاف ادب سمجھا لیکن حضرت نے خود ہی فرمایا کہ
کیا اس میں تمہیں کچھ شبہ ہے۔ میں نے دست بستہ عرض کیا کہ قلب میں خطرہ کا پیدا ہونا
اختیاری امر نہیں ہے میں معذور ہوں۔ فرمایا کچھ مضایقہ نہیں خطرہ کا اظہار کرو۔
مینے حکم کی تعمیل کی اور عرض کیا کہ اعلے حضرت ضیاء الملتہ والدین نبی تو ہو نہیں سکتے۔
نبوت ختم ہوگئی۔ اب جتنے درجہ باقی ہیں وہ سب نبوت سے کم ہیں نبیوں کا یہ حال ہے
کہ ایک وقت اور ایک ہی زمانہ میں متعدد نبی عالم میں موجود ہوتے تھے۔ جب چند وجود
ہونگے تو نور اور اُن کے فیض میں تفریق ضرور ہوگی یہ تو جناب سرور عالم خاتم انبیا
حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شان ہے کہ سارے عالم اُن کے وجود مبارک
سے پر نور اور منور ہوں بموجب ارشاد جناب باری عز اسمہ وما ارسلناک الا رحمۃ
للعالمین۔ اسکے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ خطرہ میرے قلب میں بھی آیا تھا لیکن غور
کرنے سے رفع ہوگیا اس لئے کہ حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے صاف ظاہر ہے کہ
ایک زمانہ ایسا آئے گا جو ایک سنت نبوی کو زندہ کرے گا۔ اُسکو ایک سو شہداء کرام
کا ثواب اور درجہ ملے گا یہ وہی زمانہ ہے تو اب غور کرو جس کے وجود مبارک سے ساری
شریعت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم زندہ اور جاری و نافذ ہوئی ہے اُسکے مرتبہ کی کیا انتہا
ہوسکتی ہے جسکو سوائے خدا کے کوئی نہیں جان سکتا۔ علاوہ ازیں تفریق کے بھی

سنی ہیں جیسا کہ تم نے کہا کہ عالم میں دو وجود مقابل ہوں تو نور میں تفریق ہو مثلاً عالم میں دو آفتاب ایک وقت موجود ہوں تو ضرور نور میں تفریق ہوگی اور جب دوسرا وجود مقابل پر موجود ہی نہیں ہے تو سارے عالم میں اُسی ایک وجود کا نور ہوگا جو یکتا زمانہ ہے۔ اب غور کرو تمام عالم میں سوائے اعلیٰحضرت ضیاء الملتہ والدین کے کوئی اور دوسرا بھی ایسا پادشاہ اسلام موجود ہے کہ اُسکی عملداری میں احکام شریعت اسلام جاری و نافذ ہوں اور جب نہیں تو پھر خطرہ بے اصل ہے۔ یہ سنکر اطمینان کامل ہوگیا۔ اعلیحضرت ضیاء الملتہ والدین خلد آشیان کی انصاف پسندی اور قلب میں خدائے عزوجل کی عظمت و ہیبت کا اندازہ اس امر سے ظاہر ہے۔

بندہ سنہ ۱۹۰۱ء میں بغرض پابوسی اعلیحضرت خلد آشیان حاضر حضور ہوا۔ اور عالیجناب فیض مجسم مرزا محمد حسین خان صاحب مستوفی الممالک کے دولت خانہ پر ٹھیرایا گیا۔ ایک روز اثناء گفتگو میں محمد یوسف خان صاحب برادر مستوفی صاحب نے فرمایا کہ اعلیحضرت ضیاء الملتہ والدین سے آپ کو خلق اور الطاف خسروانہ کی اندازہ ہی کا موقع ملا ہے۔ آپکو اگر غضب شاہی کے دیکھنے کا موقع ملے تو پریشان ہوجائیں خدا پناہ میں رکھے اگر دریا سامنے ہو تو خشک ہوجائے۔ شیرون کا پتہ تہلیل ہوجائے یہ ہوجائے وہ ہوجائے۔ میں خاموش سنتا رہا جب وہ بہت کچھ فرمانے لگے تو میں بھی اپنی عادت سے مجبور تھا بقول شاعر؎

شیخ محفل میں جو رندوں کی کبھی آئے گئے ✤ خوسے لاچار تھے کچھ وعظ بھی فرمائے گئے
آخر الامر وہ اس طرح نکلوائے گئے ✤ پابدستے دگرے دست بدستے دگرے

مجھکو بھی اسکا ہزار مرتبہ تجربہ ہوا ہے اور سخت پریشانیان اُٹھانی پڑی ہیں لیکن اپنی عادت

سے باز نہیں آتا اور نہیں خیال کرتا کہ یہ عام مقولہ ہے کہ سچی بات دیوانہ کہے یا مستانہ
باوجود تجربہ کے پھر بھی میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ آپ کیا فرماتے ہیں یہ صفات تو
غضب الٰہی کے ہیں کہ اُس سے سمندر خشک ہوجائے دوزخ وجنت کا نام ونشان
مٹ جائے آسمان پھٹ جائیں زمین دھس جائے انسان کی اس ضعیفی اور محتاجی پر جو
اظہر من الشمس ہے ایسا بیان کرنا زیبا نہیں ۔ خان صاحب نے ترش ہوکر فرمایا ۔ آپ کیا
جانیں جیسا میں نے عرض کیا وہ بالکل صحیح اور درست ہے ۔ میں نے بھی اُسی لب ولہجہ
میں عرض کیا ۔ حضرت سمندروں اور دریاؤں کا خشک ہونا تو درکنار میں ایک پیالہ پانی
بھر کر اعلیٰ حضرت کے روبرو رکھے دیتا ہوں ۔ اعلیٰ حضرت اپنے غضب کی تقویت کے تمام
سامان یعنے توپ تفنگ فوج وغیرہ جو کچھ بھی ہو وہ سب مہیا فرمالیں اور تمام قوت غضبیہ
کا خاتمہ اُس پیالہ پر فرماویں اگر غضب کے اثر سے اُس پیالہ میں سے ایک قطرہ بھی پانی کا
خشک ہوجائے تو آپ میرا روسیاہ کرکے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈال کر گدھے پر سوار کراکے
سارے شہر میں گشت کرائیے گا ۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر آپ کو بجائے میرے ایسا کرنا
ہوگا ۔ مستوفی صاحب بھی اس گفتگو کو سُن کر تبسم فرمارہے تھے ۔ اُنہوں نے اس بات کو رفع
دفع کردیا ۔ اسکے بعد بندہ حاضر دربار ہوا دربار برخاست ہونے کے بعد ذات
اقدس شاہانہ کے ہمراہ طعام میں شریک ہوا اعلیٰحضرت خلد آشیان مسند آرائے
سریر خلافت تھے بندہ اور مستوفی صاحب اور عالیجناب احمد شاہ خان صاحب ملک التجار
زیر سریر شاہی اعلیٰ حضرت خلد آشیان کے طبع مبارک فطرتاً ظریفانہ واقع ہوئی تھی ۔
اس لئے خوش کن گفتگو بھی ہوتی جاتی تھی عالیجناب مستوفی الممالک صاحب نے موقع پاکر میرے
اور اپنے بھائی کا قصہ فرمانا شروع کیا جس کو اعلیحضرت خلد آشیان نہایت غور سے سنتے

جاتے تھے اور طبع مبارک پر اُسکا اثر ہوتا جاتا تھا جب وہ ختم کر چکے تو آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ
جس کی نظروں میں اور قلب میں ایک ذرہ کے برابر خدائے عزوجل کی عظمت اور ہیبت
سما جاتی ہے تو پھر اُسکے قلب اور نظروں میں کیسی بھی عظیم الشان اور جلیل القدر شے ہو اُسکی
عظمت اور ہیبت کا اثر نہیں ہوتا چہ جائے کہ انسان کی جو ایک مشت خاک ہو اور ایک
ناپاک قطرہ سے بنایا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت خلد آشیاں کا قیافہ ایسا درست اور صحیح ہوتا تھا کہ لوگوں کو خرقہ عادات کے شبہ میں
ڈال دیتا تھا چنانچہ مجھ کو خود اسکا تجربہ ہوا ہے بندہ اعلیٰ حضرت خلد آشیان علیہ الرحمۃ والغفران سے
اُردو میں عرض کیا کرتا تھا اور اعلیٰ حضرت شاہ اسلام فارسی میں ارشاد فرمایا کرتے تھے اسلئے
میں یہ اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ حضور والا کی قابلیت اُردو زبان میں کیسی ہے اس وجہ سے
اگر کوئی ضروری بات ہوتی تھی تو میں فارسی میں تحریر کرا کر حضور میں پیش کر دیا کرتا تھا۔ ایک روز
میں یہ تحریر کرا کر لیگیا کہ افغانستان سے بغرض تعلیم صنعت و حرفت کچھ لوگ یوروپ بھیجے جاہییں
اعلیٰ حضرت خلد آشیان نے کمال شفقت خسروانہ سے اس احقر کو سریر مبارک کے روبرو
قالین پر بیٹھنے کا فخر بخشا تھا چنانچہ میں اپنی جگہ مقررہ پر باادب حاضر تھا اعلیٰ حضرت
اہل دربار سے کچھ ارشاد فرما رہے تھے بعد سکوت مینے موقع پاکر جیب سے لفافہ نکالا۔
اعلیٰ حضرت نے اُسے دیکھا لیکن پھر کسی کام میں مصروف ہو گئے میں نے اُسے جیب میں
رکھ لیا اُس کام سے فارغ ہو کر میری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ اگر کسی ہندوستانی
کا یہ خیال ہو کہ افغانستان سے کچھ لوگ بغرض تعلیم صنعت و حرفت یورپ بھیجے جائیں۔
اُس کا یہ خیال ہندوستان کے باشندوں کے واسطے تو مناسب ہے لیکن اہل افغانستان
کے واسطے درست نہیں ہے اس لئے کہ ہندوستان ایک آزاد ملک ہو اور افغانستان

میں احکام شریعت اسلام جاری ہیں یہاں کوئی شراب نہیں پی سکتا کوئی زنا وغیرہ نہیں
کرسکتا اس لئے اگر یہاں کا آدمی آزاد ملک میں جائے گا تو اُسکے خراب و برباد ہونے کا
اندیشہ ہے جب انسان کسی مذہب کا پابند نہیں رہتا اور آزاد مشرب ہوجاتا ہی تو اُسکے
اخلاق و عادات خراب ہوجاتے ہیں اسلئے اہل یورپ کا بغرض مذکورہ افغانستان میں آنا
بہتر ہے۔ میں یہ سنکر نہایت متحیر ہوا کہ اعلیٰ حضرت کو لفافہ کے اندر کا حال کیونکر معلوم
ہوگیا مجھ کو متحیر دیکھکر ارشاد فرمایا کہ میرے نزدیک ولی اور عقلمند آدمی میں صرف اتنا فرق ہے
جیسا ٹیلی فون اور تار میں یعنے ٹیلی فون میں انسان کو عقل و غور کی زیادہ ضرورت نہیں ہے
جیسا کسی نے کہا آواز آگیا لیکن تار میں عقل و غور اور علم کی ضرورت ہے یعنے اُسکے اصطلاحات
کا معلوم ہونا کھٹکا صحیح معلوم کرنا اسی طرح ولی کو بذریعہ الہام وغیرہ معلوم ہوجاتا ہے کہ آئندہ
ایسا ہوگا یا ایسا ہوا عقلمند زمانہ کے حالات و رفتار سے معلوم کرلیتا ہی کہ آئندہ ایسا ہوگا۔
ان تمام مذکورہ بالا امور سے ظاہر ہے کہ جب ایسے عقلمند و مدبر و بزرگ شاہ اسلام کے زیر
نگرانی وہ حصہ عمر کا گذرا ہو جو تعلیم کے واسطے مخصوص ہے تو اُن تمام خوبیوں کا جو اعلیٰ حضرت
خلد آشیان کے وجود مبارک میں قدرت نے پیدا کی تھیں حضرت سراج الملۃ والدین خلد اللہ
ملکہ کے وجود مبارک میں ہونا ضروری امر ہے کیونکہ طبیعت انسانی کا خاصہ ہے کہ جو عادتیں
یہ بضرورت اختیار کرتا ہے وہ رفتہ رفتہ اس کی طبیعت ثانیہ ہوجاتی ہیں۔ بقول حضرت
سعدی رحمۃ اللہ علیہ ؎

گلے خوشبوئے در حمام روزے ✤ رسید از دست محبوبے بدستم ✤ بدو گفتم کہ مشکی یا
عبیری ✤ کہ از بوئے دلاویز تو مستم ✤ بگفتا من گِل ناچیز بودم ✤ ولیکن مدتے با گل
نشستم ✤ کمال ہمنشین در من اثر کرد ✤ وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم ✤

حضرت سراج الملۃ والدین خلد اللہ ملکہ کی عمر مبارک کا وہ تمام حصہ یعنے تیس ۳۰ سال جو ہندستانی
عقلاؤں کے نزدیک تعلیم کا انتہائی زمانہ ہے زیر سایۂ زیر نگرانی اعلے حضرت خلد آشیان
گذرا ہے۔ دانشمندان ہند کے خیال میں تیس سال کے بعد انسان کے عادات واطوار
میں تغیر و تبدل نہایت دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ وہ کہتے ہیں بیس ۲۰ پچیس ۲۵۔ تیس ۳۰ برس کے
اندر پوت۔ کپوت۔ سپوت۔ بہے سو بہے۔ یعنی انسان جو خصلتیں بُری یا بھلی اختیار کرتا ہے
وہ تیس برس کے اندر اُس کی طبیعت ثانیہ ہو جاتی ہیں جنکا تبدل ناممکن بقول شخصے۔
جبل گردد جبلت نگردد۔ اعلیٰ حضرت خلد آشیان نے عنان حکومت اپنی زندگی میں حضرت
سراج الملۃ والدین خلد اللہ ملکہ کے سپرد کر دی تھی چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں حبیب اللہ علے خان میرے
سب سے بڑے لڑکے کو وہ تمام کام کرنے پڑتے ہیں جو کہ میں خود ولیسا بق امیران افغانستان کیا
کرتے تھے صرف چند نئے محکمے و سررشتے اُنکے سپرد نہیں ہیں جیسا کہ صیغہ خارجیہ جس کا
انتظام میں نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے حبیب اللہ خان کا دستور العمل یہ ہے۔ دس بجے صبح
دربار کرتے ہیں اور چار پانچ بجے سہ پہر کو اُسے برخاست کرتے ہیں بر وز دو شنبہ و پنجشنبہ
انکے دربار کے سکرٹری تمام درخواستیں و خطوط جو بذریعہ ڈاک یا قاصد۔ ہرات۔ قندہار
بلخ۔ غزنی۔ جلال آباد۔ ہندوستان و دیگر مقامات سے موصول ہون اُنہیں پڑھ کر
سناتے ہیں مختلف محکموں کے روزانہ اخراجات کے احکام بنام خزانہ جاری کئے جاتے
ہیں۔ اور گورنروں و فوجی و ملکی اہلکاروں و مہتمان کارخانجات و میگزین و محکمہ عمارت و مال
کی رپورٹوں پر احکام صادر کئے جاتے اور حکام متعلقہ کے پاس بھیجے جاتے ہیں۔ یہی
سکرٹری درخواستوں کے جوابات و دیگر کاغذات وغیرہ پر اُن سے مہر و دستخط کراتے ہیں

ے تزک عبدالرحمانی جلد دوم صفحہ ۹۔

پھر بذریعہ ڈاک اُن کو روانہ کرتے ہیں۔ اس سب کے ختم ہونے کے بعد وقت آرام تک اور جو
کچھ کام آجائے اُسے انجام کرتے ہیں اور صرف اسپ سواری اور ہوا خوری کے لئے تھوڑا
وقت نکال لیتے ہیں۔

سونے سے پہلے وہ میرے دربار میں چند منٹ کے لئے آتے ہیں اور اگر ضرورت ہو تو
صبح کے وقت بھی جبکہ میں بیدار ہوؤں شنبہ کے روز وہ فوجی دربار کرتے ہیں جس میں
تمام فوجی افسروں کے ساتھ کہانہ کہاتے ہیں۔ فوج کے لئے تازہ سپاہی وہی مقرر کرتے
ہیں۔ اور تمام فوجی معاملات اُن کے متعلق ہیں۔ فوجی جرایم و تنازعات وغیرہ کا تصفیہ بھی
اُنکے سپرد ہے چہارشنبہ کو ملکی حکام موجودہ کابل کا دربار ہوتا ہے اور جو مقدمات ملکی
اُسوقت پیش ہوں اُنہیں طے کرتے ہین۔ بروز شنبہ مقدمات فوجداری فیصل کرتے ہیں۔
اور مجرموں کو سزا قید دیتے یا رہا کرتے ہیں اُسی روز کوتوال بھی مقدمات پیش کرے یا
کسی اور ذریعہ سے آئیں۔ اور اپیلیں وغیرہ بھی سنتے ہیں۔

اتوار کے دن تمام کارخانجات و کابل کے مختلف میگزینون کا معاینہ کرتے ہیں کاریگرون
کی درخواستیں سنتے ہیں اور اُن کی لیاقت کے مطابق اُنہیں ترقی پنشن۔ رخصت
وغیرہ دیتے ہیں۔ جمعہ یوم الراحت ہے جسے یا تو وہ میرے ساتھ گذارتے ہیں یا شکار میں
جمعہ کی نماز مسجد میں پڑھتے ہیں اور اپنی ماؤں و خویش و اقارب سے ملتے ہیں۔ الخ۔
لیکن باضابطہ تخت نشین اعلیٰ حضرت ضیاء الملتہ والدین کی وفات کے بعد ہوئی۔
وفات حسرت آیات شاہ اسلام نے تمام عالم کے مسلمانون کے قلوب کو ہلا دیا۔
گورنمنٹ عالیہ برتانیہ کے تمام قلعوں میں جھنڈے نصف سرنگوں کر دئے گئے مسلمانان
عالم کے صدمہ اور گورنمنٹ عالیہ کے رنج کا بدل خداوند عالم نے اعلیٰ حضرت سراج الملتہ

والدین امیر المؤمنین خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ و اقبالہ کو زیب سریر دولت خداداد افغانستان فرما کر کر دیا ÷

اشعار دعایہ

یا خدا جب تک کہ یہ عالم رہے ÷ آدمی کے دم میں جب تک دم رہے
خلق میں جب تک بہے آب روان ÷ اور جب تک گریہ شبنم رہے
ہو ترقی دولت داد خدا ÷ شاہ اوس کا شاد اور خرم رہے
بڑھتے بڑھتے ماہ کامل ہو سراج ÷ دنگ جس کو دیکھ کر عالم رہے
حُب نصر اللہ نائب سلطنت ÷ شاہ کے دل میں صدا قایم رہے
نور چشم شاہ معین السلطنت ÷ جگمگاتا خلق میں دایم رہے

باضابطہ تخت نشینی

اعلیٰ حضرت سراج الملۃ والدین خلد اللہ ملکہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو سریر آرای دولت خداداد افغانستان ہوئے اور مارچ سنہ ۱۹۰۲ء میں باضابطہ تخت نشینی کو تمام افغانی سرداروں اور عالموں اور گورنمنٹ آف انڈیا نے تسلیم کر لیا۔ عنان حکومت دست مبارک میں لینے کے بعد سنہ ۱۹۰۲ء میں اپنا ولی عہد اور نائب السلطنت ایسے شخص کو کیا کہ جس کی پیشانی کا چمکتا ہوا نور ہر دیکھنے والے کو بتا دیتا ہے کہ یہ شخص صفات ملکوتی رکھتا ہے جس کا وجود مبارک دولت خداداد افغانستان اور اسلام کے واسطے رحمت الٰہی ہے اور یہ جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس صفت سے مستفیض اور اُس کا مظہر ہے جس کی بابت جناب باری عز اسمہ ارشاد فرماتا ہے وما ارسلناك الا رحمت اللعالمین۔ نائب السلطنت کے وجود مبارک سے اعلیٰ حضرت سراج الملۃ

والدین خلد اللہ ملکہ اور تمام اہل افغانستان کو قلبی محبت ہے انہیں پر منحصر نہیں بلکہ ہر مسافر اور اُس شخص کو جو ایک مرتبہ بھی پابوسی حاصل کر لیتا ہے وجود مبارک سے قلبی تعلق پیدا ہوجاتا ہے آپکا نام مبارک نصر اللہ خان ہے۔ ؎

زبان پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا + کہ میری نطق نے بوسہ میری زبان کے لئے

نائب السلطنت صاحب اعلیٰ حضرت سراج الملۃ والدین خلد اللہ ملکہ کے برادر خورد ہیں اور شہزادہ عنایت اللہ خان معین السلطنت فرزند اکبر اعلیٰ حضرت نائب السلطنت صاحب کے ولی عہد ہیں جن کے خلق اور قابلیت کا تجربہ اور پابوسی کا شرف تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ اہل ہندوستان کو حاصل ہو چکا ہے۔

صفات ذات شاہانہ

اعلیٰ حضرت سراج الملۃ والدین امیر المومنین خلد اللہ ملکہ واقبالہ اول درجے کے شجاع اور نہایت رحم دل و منصف مزاج و خندہ پیشانی اور خلیق اور بیدار مغز اور مستعد ہیں۔ ہر ایک صفت کے ثبوت میں ایک ایک واقعہ بطور نمونہ عرض کیا جاتا ہے۔

شجاعت

بمقام جلال آباد اتفاقاً بندوق کا فیر کرتے وقت اُس کے شق ہوجانے سے انگشتان مبارک میں صدمہ پہونچا جس کی قطع و برید کی نوبت آئی۔ حضور ویسرائے بہادر سابق نے جو ڈاکٹر برائے علاج روانہ فرمایا تھا اُس نے عمل جراحی کے وقت بیہوش کرنا چاہا جسکو ایسا کرنے سے منع فرمایا اور دستِ مبارک اُسکی طرف بڑھا کر فرمایا کہ اپنا کام شروع کرو۔ اور دوسرے ہاتھ میں اخبار لیکر ملاحظہ فرمانا شروع کیا۔ عالیجناب مرزا عبد الرشید خان صاحب نے دست مبارک جسپر عمل جراحی کرنا مقصود تھا تھام لیا۔ عمل کے شروع ہونے پر

مرزا صاحب کا ہاتھ کانپنے لگا۔ اعلیٰحضرت نے مسکرا کر فرمایا مرزا کیا ہے مرزا صاحب کے آنسو نکل آئے اور معذور سمجھکر ہٹا دیئے گئے۔ ڈاکٹر نے ہر دو انگشتان مبارک کو جنہیں صدمہ پہونچا تھا قطع کیا اور نہایت سہولیت اور اطمینان کے ساتھ اپنا کام انجام دیا۔ اس تمام عرصہ میں اعلیٰحضرت اخبار ملاحظہ فرماتے رہے نہ جبین مبارک پر چین آئی نہ دوسرے ہاتھ پر کسی قسم کا اثر پڑا نہ خیال پر اسکا اثر ہوا۔ ڈاکٹر نے یہ شجاعت و استقلال دیکھ کر فرمایا کہ میری نظر سے ایسا بہادر شخص نہیں گذرا انگلیاں قطع کی جائیں اور اُسکا اثر خیال تک پر نہ ہو ؞

رحم دلی

اگست سنہ ۱۹۰۶ء میں اعلیٰحضرت شکار کو تشریف لے گئے دوربین سے جنگل کا ملاحظہ فرماتے وقت نظر کیمیا اثر ایک ٹوٹے سے جھونپڑہ پر گئی جسمیں ایک مرد ضعیف گھٹی کاٹ رہا تھا اُسکے پاس خود تشریف لیجا کر کمال شفقت خسروانہ سے دریافت فرمایا کہ تم اس ضعیفی میں کیوں اسقدر مشقت کرتے ہو کیا کوئی وارث نہیں ہے اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ صرف ایک لڑکا ہے وہ شاہی فوجی خدمت انجام دیتا ہے۔ اعلیٰحضرت اپنی فرودگاہ پر اُسے لے آئے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیا اور اُس کے فرزند کو طلب فرما کر ضعیف کی خدمت پر معمور کیا اور دو ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمائے۔

انصاف

اسکے ثبوت میں کسی واقعہ کے درج کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ایسے واقعات پیش

---

[۱] اس زمانہ میں بندہ کابل میں موجود تھا۔ اول یہ قصہ عزیز القدر عبدالکریم خان پسر عالیجاہ عبدالغفور خان مرحوم نبیرہ عالی جناب حبیب اللہ خان مستوفی الممالک مرحوم نے مجھ سے فرمایا۔ اس کے بعد اکثر اشخاص سے اسکی تصدیق ہوئی۔

آتے رہتے ہیں جن کی تعداد ہزار ہا کی ہے میں صرف اسکا قاعدہ درج کرتا ہوں کہ مظلوم کی فریاد اعلیحضرت کے گوش مبارک تک کیونکر پہونچتی ہے ناظرین کو اس سے بیّن طور پر ظاہر ہو جائے گا کہ ایسا قاعدہ مقرر کرنا ہے منصف مزاج بادشاہ کا کام ہے اور نیز اس قاعدہ کے معلوم ہونے سے اہل ہندوستان کو یہ بھی فائدہ پہونچے گا کہ بعض اہل کار ورنہ دولت خداداد افغانستان کی عام طور پر جو مشہور کر رکھا ہے اور لوگوں کا اُسکا یقین ہوگیا ہے۔ کہ ہندوستان سے کوئی خطہ یا کسی کی شکایت وغیرہ کی درخواست بغیر اُن کی توسل کے اعلیٰ حضرت تک نہیں پہونچ سکتی۔ ڈاک خانہ پشاور سے ایسے خطوط یا تو چاک کر دئیے جاتے ہیں یا اُن کے ملاحظہ کے واسطے بھیج دئیے جاتے ہیں وہ اُنکو ملاحظہ کرنے کے بعد یا تو چاک کر دیتے ہیں یا اعلیٰ حضرت کے حضور میں روانہ کر دیتے ہیں غرض جیسا اُنکے نزدیک مناسب معلوم ہوتا ہے وہ کرتے ہیں۔ یہ محض غلط اور فضول ہے کسی کی مجال نہیں ہے کہ اعلیٰ حضرت کے نام کا خط یا درخواست کوئی اہل کار کھول سکے۔ اسکا یقین کرنا ایسا ہے جیسا کہ بعض حضرات حضرت جبریل علیہ السلام کے نام خط لکھ دیتے ہیں کہ میّت حاملہ خط ہذا کو بموجب خط ناپ کر جنت میں زمین دے دیجئے گا۔

ہم نہایت ادب سے اُن ظلم رسیدہ حضرات کو جو ایسے اہلکاروں کے پنجۂ ظلم میں گرفتار ہوئے ہوں یا اِس وقت یا کبھی آیندہ ہوں مشورہ دیتے ہیں کہ بقاعدہ ذیل مقررہ دولت خداداد افغانستان وہ اپنی چارہ جوئی کریں۔

قاعدہ

ایک اشتہار اعلیٰ حضرت کی جانب سے اہل افغانستان اور دیگر ممالک کے لوگوں کو اطلاع دہی کی غرض سے شائع کیا گیا ہے کہ اگر اُن کو کسی ایسے شخص سے جو دولت خداداد افغانستان

کی رعیت یا اُس کا ملازم یا اجنٹ ہو کوئی نقصان پہونچے تو اُس کی اطلاع بغرض انصاف
بقاعدہ مندرجہ اشتہار اعلےٰ حضرت کو کرسکے۔ اس اشتہار کا نام عریضۂ خریداری ہے
اور یہ سرکاری طور پر مثل اسٹامپ بقیمت ایک عباسی یعنے نصف روپیہ کابلی کو جو برابر
چار آنہ دولت العالیہ برتانیہ ملتا ہے۔ ایک طرف اس اشتہار کے تمام قواعد و ضوابط
لکھنے اور اُسکے ارسال کرنے کی اور اُسکے جواب کی انتہائی مدت اور قیمت ٹکٹ جو
درخواست پر چسپان کرنا چاہیئے۔ وغیرہ درج ہیں اِسی اشتہار کی پشت پر سایل کو اپنی
درخواست تحریر کرکے دس روپیہ کابلی کا ٹکٹ چسپان کرکے خاص اعلیٰ حضرت کے یا نایب السلطنت
صاحب کے یا معین السلطنت صاحب کے حضور میں ارسال کرنا چاہیئے صرف یہ تین مقام مذکورہ
اسکے واسطے مقرر ہیں۔ درخواست رجسٹر پر چڑھکر نمبروار اعلےٰ حضرت کے خاص حضور میں
پیش ہوتی ہے اور اُسکا معقول اور مدلل جواب اعلیٰ حضرت کا خاص دستخطی اور لکھا یا ہوا
تاریخ ارسال درخواست سے چالیس یوم کے اندر سایل کو دیا جاتا ہے۔ اگر بیرونجات سے
درخواست ارسال کی جائے تو محصول ڈاک سایل کے ذمہ ہے اگر سائل نے اپنا دعویٰ
ثابت کردیا تو علاوہ اُس سزا کے جو اُس جُرم میں ملزم کو برداشت کرنی ہوگی ٹکٹ درخواست
وغیرہ خرچ بھی ملزم سائل کو ادا کردیگا۔

خندہ پیشانی

شبیح مبارک سے چہرہ کی بشاشت اور خندہ پیشانی اس طرح ظاہر ہے جیسے آفتاب سے نور
علاوہ ازین جولائی ۱۹۰۶ء میں مجھکو خود اعلیٰ حضرت کے دربار میں پیش ہونے کا موقع ملا۔
دربار کی شان و شوکت سرداران افغانستان کی زرق برق وردیاں اور اُنکی شاندار
اور پُر وجاہت صورتیں ننگی تلواروں کی چمک و دمک ایسی چیزین ہیں کہ اعلےٰ درجہ کے بہادر

کے قلب پر بھی اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ وہ پیش ہونے سے پہلے متردد ہوتا ہے کہ دیکھئے کیا پیش آتا ہے اعلیٰ حضرت کیا پوچھتے ہیں اور اپنی زبان سے کیا نکلتا ہے۔ خدا جانے وہ کیا پوچھیں زبان اپنی سے کیا نکلے۔ لیکن اعلیٰ حضرت کے وجود مبارک پر نظر پڑتے ہی وہ بشاش صورت خندہ پیشانی ان خیالات خوف کو ایسی دور کر دیتی ہے جیسے نور ظلمت کو اور خوشی رنج و غم کو۔

خُلق

یہ عام طور پر مشہور ہے کہ اعلیٰ حضرت نہایت خلیق ہیں غور کرنے سے یہ امر صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ خلق صفات جبلیہ کو کہتے ہیں اور یہ ظاہر امر ہے افعال اختیاری تابع صفات ہیں۔ جیسے انسان میں صفت ہوتی ہے ویسے افعال سرزد ہوتے ہیں مثلاً اگر سخاوت ہے تو داد و دہش کی نوبت آئے گی شجاعت ہے تو معرکہ آرائی اور بزدلی ہے تو پسپائی ظہور میں آئیگی علیٰ ہذا القیاس تو جب تعلیم و تربیت کا یہ حال ہو کہ تمام عمدہ عادتیں طبیعت ثانیہ ہو گئی ہوں۔ جیسا کہ ہم ثابت اور بیان کر آئے ہیں تو ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت کا خلیق ہونا لازمی امر ہے۔ مجھکو اسکا تجربہ ہوا ہے جب میں اول مرتبہ حضور اقدس میں پیش ہوا اسلام مسنون عرض کیا تو نہایت الطاف خسروانہ سے پیارے لہجہ میں اُسکے جواب ہی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ نہایت خلق سے مزاج پُرسی فرماکر ارشاد فرمایا کہ تم میرے عزیز ہو میرے دوست ہو میرے مہمان ہو۔ مجھ کو ہندوستانیوں کو دیکھکر مسرت ہوتی ہے۔

بیدار مغزی

غالباً گذشتہ حالات پڑھکر ناظرین کو خود معلوم ہو گیا ہو گا کہ ایسے جامع کمال ذی علم وجود مبارک کے بیدار مغز ہونے کے کیا معنے تمام گذشتہ واقعات اور نظام سلطنت و

دولت خداداد افغانستان جیمیں کالج وشفاخانہ اور سڑکوں کا انتظام راہ میں اعلیٰ درجہ کی سراؤں کا تعمیر کرنا ہر قسم کے کارخانجات کے روز افزوں ترقی یہ تمام ثبوت بیدار مغزی کا ہے حضور ایکسلنسی رائٹ انریبل گلبرٹ جان الیٹ بری کنین مونٹل ارل آف منٹو ویسرائے کشور ہند بہادر دام اقبالہ نے بھی بمقام پشاور اعلیٰ حضرت کے بیدار مغزی کی تعریف کی۔ جو درج اخبارات ہو چکی ہے۔

مستعدی

اعلیحضرت شب و روز میں بہت کم آرام فرماتے ہیں سلطنت کے ضروری کاموں میں و انتظام میں مصروف رہتے ہیں۔ کبھی کسی حالت میں نماز قضا نہیں فرماتے۔ عالیجناب مرزا عبدالرشید خان صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ ہر وقت اور ہر حالت میں اعلیٰ حضرت کے ہمرکاب رہتا ہوں۔ میں نے اپنی عمر میں نہیں دیکھا کہ اعلیٰ حضرت نے کبھی نماز قضا کی ہو۔ یہانتک کہ ایک مرتبہ ایسے علیل ہوئے کہ حس و حرکت کی قوت باقی نہیں رہی۔ ایسی حالت میں بھی نماز قضا نہیں کی نہ کبھی روزہ ترک فرماتے ہیں۔ بغیر اشد ضرورت کے تمام احکام خداوندی نہایت مستعدی سے ادا فرماتے ہیں۔ کیساہی سخت سفر پیش آئے وجود مبارک پر تکان کا اثر نہیں ہوتا چنانچہ ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء میں جب میں کابل پہونچا تو اعلیٰ حضرت جبل سراج تشریف لیگئے تھے۔ ایک روز میں عالیجناب خلق مجسم قابل فخر افغانستان کرنل حبیب اللہ[۱] خان افضل حسین

---

[۱] خان صاحب موصوف نہایت قابل اور لایق اور ہمہ دان شخص ہیں۔ آپ کو ترکی عربی پشتو۔ فارسی اور انگریزی وغیرہ زبانوں پر ایسی قدرت ہے جیسی اپنی مادری زبان فارسی پر۔ آپ سلطان المعظم کے یہاں پچیس سال بعہدہ سپرنٹنڈنٹی پولیس بمقام شام ممور رہ چکے ہیں۔ اب اعلیٰ حضرت نے اپنی خدمت میں طلب فرمالیا ہے۔ آپ نہایت خلیق بامروت مسافر نواز اور بزرگ شخص ہیں۔ اور سچ تو یوں ہے کہ ایسے ہی شخص دولت کی فخر اور نیک نامی کا باعث ہوتے ہیں۔

نائب عسس کی خدمت میں حاضر تھا - ایک غلام بچہ کرنل صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ کل اعلیٰ حضرت جمعہ کی نماز دار السلطنت کابل میں آدا فرماویں گے لیکن اُسی روز یعنے جمعرات کی شام کو تمام شہر کابل توپوں کی آواز کی گرج سے گونج اُٹھا دریافت سے تحقیق ہوا کہ اعلیٰ حضرت پچیس میل کا سفر بسواری اسپ طے فرماکر داخل دار السلطنت کابل ہوئے - اس سے زیادہ کیا مستعدی ہو سکتی ہے -

خداوند عالم اعلیٰ حضرت کے وجود مبارک کو اہل اسلام کے سر پر قائم رکھے - اور تمام آفات ارضی و سماوی اور اُن حضرات کے اثر سے محفوظ فرمائے - جو ایسے مقدس وجود کو جو کروڑہا بندگان خدا کی حفاظت کی غرض سے پیدا کیا گیا ہے لہو اور لعب میں مصروف کرنا چاہیں -

ع زندہ ماند ہر کہ نہ جوید فلاح او ✣

دربار کے مختصر حالات

اعلیٰ حضرت اکثر روزانہ دربار باغ ارک میں فرماتے ہیں یہ باغ شہر کے کنارہ پر متصل قلعہ ارک کے واقع ہے اسکے درمیان میں نہر ہے اس کی سرسبزی اور شادابی کی نسبت اتنا کہنا کافی ہے

وہ تراوٹ کا اثر ہے کہ دم سیر چمن ✣ پانی دینے لگے یوسف کا یہاں چاہ ذقن

ہفتہ وار فوجی دربار سلام خانہ میں ہوتا ہے - روزانہ دربار کا یہ قاعدہ ہے - دروازہ باغ سے شروع ہو کر تخت[۱] شاہی تک دو رویہ فوجی سپاہی زرق برق وردیاں پہنے کھڑے رہتے ہیں - پیش ہونے والے کو ایشک[۲] آقاصی ملکی یا فوجی یا اور کوئی ایشک آقاصی جیسا کہ پیش ہونے والے

---

[۱] تخت شاہی تو سی شکل میں مثل رُس کھلی اور کشادہ جگہ گی ہے جو دربار دہلی سنہ ۱۹۰۳ء میں تیار کی گئی تھی برائے دربار

[۲] ایشک آقاصی کے معنے ترک عبدالرحمانی میں میر عرض بیان کئے ہیں - اور غیاث اللغات میں دار و خوہ دیوانخانہ لیکن غیاث نے ظاہر کر دیا ہے کہ یہ لغت نہیں ہے - بلکہ مصطلحات میں سے ہے اور دو لفظوں سے مرکب ہے - ایک ایشک جس کے معنے فضائی دروازہ ہیں اور دوسرا آقاصی جس کے معنے سردار کے ہیں -

کے مناسب حال ہو۔مہمان خانہ سے اپنے ہمراہ لے جاتا ہے۔مہمان خانہ میں متعدد ال
ہیں۔اور مہمان کی آسایش وآرام کے واسطے ہر شے مہیا رہتی ہے اسی جگہ ایشک آقاصی
آداب شاہی کی تعلیم دیتا ہے جو یہ ہیں۔اعلیٰ حضرت امیرالمومنین کے روبرو ادب سے جانا چاہیئے۔
اور قریب پہونچکر قلب پر ہاتھ رکھ کر بغیر سر وگردن خم کئے سلام وعلیکم یا امیرالمومنین عرض
کرنا چاہیئے۔کیونکہ سر خدائے عزوجل کے حضور میں خم کیا جاتا ہے۔

امیرالمومنین اُس ذات اقدس کے بندگان میں سے ہیں۔گفتگو صاف اور بلا تصنع ہو کوئی
لفظ مثل خداوند وغیرہ کے خلاف شریعت اسلام نہ ہو بلکہ سلیس صرف اسقدر ادب کے
ساتھ جیسے اپنے کسی بزرگ خاندان سے کی جاتی ہے۔اگر اعلیٰ حضرت نشست کیواسطے
ارشاد فرمائیں تو کرسی پر جو اسی غرض سے زیر سریر مبارک بچھی ہوئی ہیں بیٹھ جانا چاہیئے۔
ورنہ کھڑے رہنا چاہیئے بلا ہاتھ باندھے ہوئے۔غرض کوئی امر ایسا نہو جو مشابہ
ہو جائے اُس ادب کی جو مخصوص ہے۔خدائے عزوجل احکم الحاکمین ومالک الملک لاشریک
کے واسطے۔ اس کے بعد اگر پیش ہونے والا کچھ سامان نظر کے واسطے لایا ہے تو غلام
اُس کو پیش ہونے والے کے ہمراہ لے چلتے ہیں ورنہ صرف ایشک اقاصی اسی کو دربار
میں لے جاکر حضور میں پیش کرتا ہے۔اعلیٰ حضرت زیب سریر خلافت ہوتے ہیں۔جو
قوسی شکل کا بنا ہوا قدِ آدم بلند ہے جس کی سقف صرف ستونوں پر قایم ہے اور ہر
چہار طرف سے کشادہ ہے۔سقف وستون وغیرہ سنہری کام سے مغرق ہیں۔

اعلیٰ حضرت کرسی پر دربار فرماتے ہیں۔ایک خوشنما سنہری میز معہ ضروری سامان کے
روبرو ہوتی ہے۔ایک غلام بچہ پشت مبارک کی جانب سے چوری یا مورچھل جو کچھ
اُس خوشنما شے کا نام رکھا جائے جو اعلےٰ درجہ کے خوشنما جانوروں کے پروں سے

بنی ہوتی ہے جھلملا رہتا ہے۔ تخت مبارک کے دونوں بازوؤں اور پشت کا افسران فوجی وغلام بچہ زرق برق وردیان زیب تن کئے ہوئے حلقہ کئے رہتے ہیں۔ جو دور سے دیکھنے والے کو بقول شاعر یہ معلوم ہوتا ہے ؎

ماہ کا ہالہ نہیں ہوتا ہے چکوروں کو یقین + کبھی انگڑائی جو وہ رشک قمر لیتا ہے

ہفتہ وار دربار سلام خانہ میں ہوتا ہے جو ایک نہایت خوشنما قدیم مغلیہ خاندان کی طرز کی عمارت کے مشابہ ہے۔ اسکا درمیانی ہال یعنے کمرہ اسقدر وسیع ہے جسمیں پانسو کرسیاں آجاتی ہیں۔ اس ہال کے صدر مقام پر وہی عمارت تخت مذکورہ بالا مختصر پیمانہ پر بنی ہوئی ہے جس پر شاہی کرسی ہوتی ہے باقی سریر مبارک سے قریب چھ فٹ کے فاصلہ چھوڑکر اراکین سلطنت وافسران فوج وحکام ملکی ومنصب داران وغیرہ کی درجہ بدرجہ سیدھی قطار میں کرسیاں ہوتی ہیں۔ سلام خانہ کا باڈی گارڈ شاہی اور دیگر فوجی پلٹن کے سپاہی زرق برق وردیان پہنے برہنہ تلواریں لئے احاطہ کئے رہتے ہیں۔ صحن سلام خانہ میں فوجی باجہ بجتا رہتا ہے۔ جس قدر فوج یا جن لوگوں کا ملاحظہ فرمانا منظور ہوتا ہے اُن کو بقاعدہ فوجی ایک دروازہ سے لیجا کر نظر کیمیا اثر کے روبرو ہوتے ہوئے نائب السلطنت صاحب یا معین السلطنت صاحب دوسرے دروازہ سے واپس لاتے ہیں۔

نائب السلطنت صاحب زاد اللہ شوکتہ وحشمتہ واقبالہٗ اس موقع پر بجاے اُس اپنے مقدس لباس عبا قبا کے فوجی وردی جس کی چمک دمک نظر کو خیرہ کرتی ہے زیب تن فرمائے ہوئے ہوتے ہیں۔ سلام خانہ کے جنگلے کے باہر خلقت کا ہجوم ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ جب ہولیتا ہے تب قابچی کھانا لاتے ہیں۔ اور وہ تمام اراکین سلطنت وافسران فوجی وغیرہ جو ہال کے اندر ہوتے ہیں اعلےٰحضرت کے ہمراہ شریک طعام ہوکر سرفرازی حاصل

Kâbol, capitale
(25-30)
en urdu, hélas!
Seulement
Bâgh-e Bâbur
est décrit en
détail (28-30)

کرتے ہیں۔

اس موقعہ پر میری طبیعت پر ایک خاص اثر ہوا۔ حضرت ضیاء الملتہ والدین خلد آشیان کی شبیح مبارک آنکھوں کے سامنے آگئی۔ اور وہ تمام عنایات خسروانہ یعنے اپنے ہمراہ چند مرتبہ کھانہ میں شریک فرمانا خاص الش اپنے دست مبارک سے مرحمت فرمانا یاد آکر طبیعت بھر آئے۔ اور ایک خاص کشش محسوس ہوئی جو مزار مبارک کھینچکرلے گئی۔

رشتہ در گردنم افگندہ دوست ﴿ مے برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

اس لئے اس کے بعد کے واقعات میں نہیں بیان کرسکتا۔ غالباً اس کے بعد دربار برخاست ہوجاتا ہے۔

مختصر حالات کابل دار السلطنت افغانستان

شہر کابل کی آبادی اور وسعت مثل دہلی کی ہے اکثر بازار پٹے ہوئے ہیں یعنے اُن کی سقف ہی مثل اون بازاروں کے جیسے مکہ معظمہ اور جدہ شریف کے ہیں فرق صرف مقصد کا ہے۔ یہاں سردے اور برف کی غرض سے ایسا کیا گیا ہے۔ اور وہاں گرمی اور تمازت آفتاب کی غرض سے۔ بازاروں میں خلقت کی ہجوم کی وجہ سے چلنا دشوار ہوتا ہے۔ سردے و انگور۔ سیب وغیرہ میوہ جات کے ڈھیر لگے رہتے ہیں۔ علی درجہ سردے کا نرخ دو پیسہ فی آثار رہتا ہے جس کی شیرنی کا مقابلہ بلا مبالغہ قند سے ہوسکتا ہے۔ علی ہذا انگور کی ارزانی کی بھی یہی کیفیت ہے۔ سیب کی ارزانی سب سے بڑھی ہے یہانتک کہ بعض وقت ایک پیسہ کے دس ملتے ہیں۔ بادام۔ آلوچہ و زردالو وغیرہ بھی بہت ارزاں ہیں۔ ان کی کابل میں یہی کیفیت ہے جیسے ہمارے یہاں لیئے

دہلی میں مولی گاجر کی۔ کابل کا حُسن اور فارسی زبان کی شیرینی مسلمہ ہے۔ ان تمام امور
مذکورہ بالاخیال کر کے ناظرین خود انداز کر سکتے ہیں کہ بازاروں کی رونق اور دلچسپی کس
درجہ پر ہوگی۔ میرے نزدیک تو اہل افغانستان کا یہ عام مقولہ۔ کہ کابل گوشہ جنت نشان است
نہایت صحیح اور درست ہے۔ افغانستان کے عام باشندون کے اطوار و عادات
کے لحاظ سے مین دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہون کہ بعد مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و بیت المقدس
اسی ملک کا درجہ ہے۔ ہر وقت کان میں اللہ رب العالمین کے نام مبارک کی آواز آتی رہتی ہے
کھیتوں کی حفاظت کیجاتی ہے تو باآواز بلند کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے۔ آپس کی گفتگو ہے
تو ہر فقرہ میں یہ پیارا نام مبارک شامل ہے۔ لڑکوں کا کھیل ہے تو یہی ایک جا جمع ہو کر آیات
قرآنی پڑھے جاتے ہیں اور خوش الحانی کی بحث ہوتی ہے بوجہ احکام شریعت اسلام جاری و
نافذ ہونے کے بدی کی طرف کسی کا خیال بھی نہیں جاتا۔ نیک عادات ان کی طبیعت
ثانیہ ہو گئی ہیں۔ جیسا کہ طبائع انسانی کا خاصہ ہے کہ جو عادت بضرورت اختیار کیجاتی
ہے وہ رفتہ رفتہ طبیعت ثانیہ ہو جاتی ہے بعض افغانی سردار یا اہل کار سرکاری یا عام
لوگوں کی کوئی حرکت دیکھکر اہل ہندوستان کا یہ خیال کر لینا کہ افغانستان میں بھی یہی حالت ہوگی۔
نہایت غلط ہے یہ سب ہندوستان کی آزاد آب وہوا کا اثر ہے۔ اور اگر شاذ و نادر ایسے اشخاص
افغانستان میں بھی پائے جائیں تو ایسی چند مستثنےٰ مثالوں سے قاعدہ کلیہ نہیں ٹوٹ سکتا۔ اور اگر
بے یا نیک لوگوں کا انتخاب کیا جائے تو یقینی افغانستان میں فیصدی نیک اور پابند شریعت
اسلام نوے قرار پائیں گے۔ اور ہندوستان اور دیگر آزاد ممالک میں فیصدی ایک نیک
اور پابند مذہب انسان کا ملنا دشوار ہے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ✣

عمارات شاہی اور باغات شاہی وغیرہ شہر کابل و نواح کابل میں اس کثرت سے ہیں کہ اگر

اُس کا مفصل حال لکھا جائے تو اُسکے پڑھنے اور لکھنے کو بہت زیادہ وقت کی ضرورت ہے۔عمارت کی طرز بجائے اسکے کہ میں بیان کرون۔اعلیٰ حضرت ضیاء الملۃ والدین خلد آشیان کی تحریر نقل کئے دیتا ہون جس سے ناظرین اندازہ کرلین گے۔

میرے[1] محل ایسے موقعوں پر بنائے گئے ہیں جہان سے ہر طرف نہایت خوشنما منظر دکھائی دیتا ہے۔جگہ کشادہ وہموار ہے چہاروں طرف باغ وپھول ہیں اوراس اندازسے بنے ہوئے ہیں کہ ایک ہی عمارت مین موسم سرامیں گرم کمروں کا انتظام ہوسکے اور گرما میں کھلے برآمدن اور بڑی بڑی کھڑکیوں سے ٹھنڈا رہے۔کمرون کی ترتیب ایسی ہے کہ موسم بہار میں کلیونکا چٹکنا اور پھولوں کا کھلنا۔خزان کی شاندار مختلف زرد رنگ موسم سرما کی چمکتی ہوئی برف اور شب ہائے ماہتاب کا خوبصورت ودلربا منظر ان محلوں کا رہنے والا بآسانی دیکھ سکتا ہے۔الخ۔

اور باغات میں سے صرف ایک باغ بابر کا حال میں بیان کرتا ہون جس میں اعلیٰحضرت سراج الملۃ والدین خلد اللہ ملکہ نے کمال شفقت خسروانہ سے اس احقر کو برائے قیام ارشاد فرمایا تھا اسی پر ناظرین اور باغات کو قیاس فرمالیں۔باغ بابر کی نسبت یہ کہنا ؎

اگر فردوس بروئے زمین است ✤ ہمین است وہمین است وہمین است

بالکل درست اور واقع کے مطابق ہے۔یہ باغ شہر کابل سے ایک میل کے فاصلہ پر زیر کوہ واقع ہے اس کی چہاردیواری چوبیس فٹ بلند ہے اس کی ساخت لاہور کے شالامار باغ سے ملتی جلتی ہوئی ہے۔اسکے بارہ درجے ہیں اور ہر ایک درجہ نیچے کے درجہ سے نو فٹ بلند ہے دروازہ کے اندر قدم رکھتے ہی سرسری نظر سے شاہی ٹھیٹھ معلوم ہوتا ہے جس کے ہر درجہ میں سبز مخمل کا فرش بچھا ہوا ہے اور اُس پر مختلف رنگ کے ریشم کے پھولوں کا شجر بنا

[1] تزک عبدالرحمانی جلد دوم صفحہ ۹۹۔

ہوا ہے۔ جا بجا قرینہ سے بلوری بیٹھک کے جھاڑ رکھے ہوئے ہیں۔ سبز مخمل کی چھت گیری ہے۔
جس میں انگور کے خوشے لٹک رہے ہیں۔ مناسب موقعوں پر سفید رنگ کے ستون قایم ہیں۔
جن کے اوپر کا حصہ جو چھت گیری سے باہر نکلا ہوا ہے درخت نما ہے جس کے پتے پشت
کی جانب سے سفید اور سامنے کی طرف سبز ہیں۔ لیکن پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو اور سر سبزی
اور شادابی کا اثر اور فواروں کا خوش آیندہ آواز اور بید مجنوں کے درخت کی شاخوں کا ہوا
سے لہرا کر کسی قدر باریک آواز پیدا کرنا اور چنار کے درخت کے پتوں کا جو چھت گیری یعنے
انگور کی بیل سے باہر نکلے ہوئے ہیں ہوا کے صدمہ سے ٹوٹ ٹوٹ کر اوڑنا تصویر کے خیال کو
غلط ثابت کرتا ہے۔ امور مذکورہ قدرت کی فیاضی اور انسان کی صناعی کا بین ثبوت اور نمونہ
پیش کر کے ناظر کے خیال میں اس باغ کی عظمت اور وقعت پیدا کرتے ہیں۔ ہر درجہ کی شان
اور ساخت جداگانہ ہے گیارھویں درجہ پر خوشنما کوٹھی ہے جو مالک باغ کی شاہی شان اور
شوکت کا ثبوت ہے۔ کوٹھی کے سامنے خوشنما سنگ مرمر کا حوض ہے جس میں فوارے چھوٹ
رہے ہیں۔ فواروں کا پانی حوض میں گر کر نیچے کے درجوں کے فواروں کو جاری رکھتا ہے
اس حوض پر سے پلٹ کر دیکھنے سے جہانتک نظر کام کرتی ہے باغ کی وسعت معلوم ہوتی
ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ نواح کابل اس قدر سرسبز و شاداب ہے کہ اُس کی زمین کا ایک حصہ
بھی میوہ دار درختوں سے خالی نہیں۔ اس جگہ کے دیکھنے سے دیوار باغ جس نے صحرائی
حصہ اور باغ میں تفریق پیدا کی تھی نظر سے چھپ جاتی ہے اس لئے جہانتک نظر کام
کرتی ہے باغ ہی معلوم ہوتا ہے۔
بارھویں درجہ پر سنگ مرمر کی خوشنما مسجد ہے جس کی پیشانی کی عبارت بتا رہی ہے کہ ابو المظفر
شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہان بادشاہ نے مبلغ چالیس ہزار روپیہ کے صرف سے

سنہ ۱۰۵۶ھ میں تعمیر کی۔ اسکے صحن کے سامنے کسی قدر بلندی پر سنگ مرمر کی چار دیواری ہے جس کے اندر سلطان محمد ظہیرالدین بابر خلد آشیان کا مزار ہے جس کے تعویذ پر اشعار ذیل کندہ ہیں ؎

پادشاہِ کز جبینش یافتے نورِ الٰہ ✤ آن ظہیرالدین محمد بود بابر پادشاہ
با شکوہ و دولت و اقبال و عدل و داد و دین ✤ داشت از توفیق و فیض و فتح و فیروزی سپاہ
عالم اجسام را بگرفت و شد روشن روان ✤ بہر فتح عالم ارواح چون نور نگاہ
شد چو فردوس مکان رضوان پئے تاریخ جست ✤ گفتمش فردوس دایم جاے بابر پادشاہ

مزار مبارک سے داہنی طرف ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر پادشاہ ابن جلال الدین محمد اکبر پادشاہ کا مزار ہے جس کے تعویذ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بطور سیر و شکار یہاں تشریف لائے تھے۔ اسی جگہ بقضائے الٰہی سنہ ۱۰۱۶ ہجری میں انتقال فرمایا۔ بائیں طرف مزار شریف کے خدیجۃ الزمانی و خلد آشیانی نواب گوہر النسا بیگم بنت فردوس آرام گاہ عالمگیر ثانی پادشاہ کا مزار ہے جن کے سال وفات سنہ ۱۲۰۲ ہجری ہیں۔ اس خانقاہ کی چہار دیواری سے چند گز کے فاصلہ پر باغ کی چہار دیواری ہے اس کی پشت پر ایک عظیم الشان کوہ ہے۔ جسپر قلعہ بنا ہوا ہے زیر کوہ شہر کابل آباد ہے۔

مختصر حال از پشاور تا کابل

پشاور ایک مشہور شہر ہے اسکے تاریخی واقعات اور آبادی وغیرہ سے ہم بحث نہیں کرتے

لے بعض لوگ اس پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ شاہ موصوف کا مزار نواح لاہور میں ہے۔ میں تاریخی واقعات سے انکار نہیں کرتا میں نے تو تعویذ مزار کی عبارت نقل کی ہے۔ باقی واللہ اعلم بالصواب ✤

البتہ مختصر حال اسقدر ہم بیان کرینگے جسکا تعلق دولت خداداد افغانستان سے ہے اس شہر
کے مشہور بازار قصہ خوانی میں دولت خداداد افغانستان کا ڈاک خانہ ہے اور اُسی سے ملے
ہوئے دیگر ضروریات کے مکان و مہمان خانہ وغیرہ ہے۔ اسوقت ڈاک خانہ وغیرہ کا انتظام
عالیجناب غلام حیدر خان صاحب کے سپرد ہے جو ایک قابل اور ہوشیار نوعمر شخص ہیں۔
خان صاحب موصوف نہایت دیانت دار اور زمانہ حال کے ضروریات سے پورے
واقف اور دولت خداداد افغانستان کے نہایت خیر خواہ ہیں۔ افغانستان کو ہفتہ میں
دو مرتبہ ڈاک روانہ ہوتی ہے۔ قافلہ بھی دو مرتبہ یعنے پنجشنبہ اور دوشنبہ کو جاتا ہے
سرکاری سامان کی روانگی کا بندوبست قافلہ باشی کرتا ہے اور باقی بطور خود
سواری اور سامان کے واسطے اکثر گھوڑے کرتے ہیں۔ لیکن شتر اور گدھے پر بھی سامان
جاتا ہے۔ پشاور میں مسافروں کے قیام کے واسطے سرائے و ہوٹل وغیرہ مثل دہلی یا
جس طرح اور شہروں کا دستور ہے سب کچھ موجود ہے۔ بیرون شہر ایک سرکاری
سرائے ہے جسمیں مسافر قیام نہیں کر سکتے صرف مال رکھ سکتے ہیں۔ ایک کوٹھری کا
کرایہ چھ پیسہ چوبیس گھنٹہ کے واسطے مقرر ہے۔ اس سرائے کی چھت اور دروازہ
وغیرہ پر سرکاری پہرہ رہتا ہے۔ سامان کے چوری جانے کا بالکل اندیشہ نہیں ہے
قافلہ پشاور سے روانہ ہوکر جمرود ٹھیرتا ہے جو نو میل پر واقع ہے۔ جمرود تک ریل بھی
گئی ہے۔ اس جگہ سرکاری قلعہ اور ایک بہت بڑی سرائے مسافروں یعنے قافلہ
کے واسطے بنی ہوئی ہے علی الصباح جمرود سے قافلہ روانہ ہوتا ہے سرکاری
محصول ہر شخص کو ادا کرنا ہوتا ہے جو فی نفر چار آنہ اور فی اسپ ایک روپیہ۔ خواہ
سواری کا ہو یا اُس پر سامان ہو یا کوتل ہو مقرر ہے اس جگہ سے قافلہ کے ہمراہ سرکاری

فوجی گارد مصلح ہوتا ہے۔ اور راہ میں جابجا گارد کے واسطے چوکیان بنی ہوئی ہیں جنپر مصلح
گارد رہتا ہے۔ صرف سڑک ہماری گورنمنٹ یعنے گورنمنٹ عالیہ برتانیہ کے قبضہ میں ہے۔
اور اُس کا گرد ونواح خود سر آفریدیوں کے قبضہ میں ہے مسافروں کو کسی قدر راستے میں
پانی کی تکلیف ہوتی ہے۔ جس کے رفع کے واسطے پشاور سے مشکیزہ یا گلی کوزہ لے لئے جاتے
ہیں۔ جمرود سے لنڈی کوتل قریب بیس میل کے ہے۔ دو بجے قافلہ لنڈی کوتل پہونچتا ہے۔
نصف راہ پر علی مسجد واقع ہے جس کی نسبت عوام میں مشہور ہے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ
عنہ کی بنائی ہوئی ہے اس مقام پر چشمہ پانی کا جاری ہے۔ لنڈی کوتل میں بھی سرکاری قلعہ
اور سرائے ہے اس جگہ سے بھی علے الصباح قافلہ روانہ ہوتا ہے۔ اور پانچ میل پر پہونچکر
دولت خداداد افغانستان کی فوجی گارد کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اسی مقام سے عملداری
افغانستان شروع ہوتی ہے۔ اسی جگہ سے قریب سات میل کے ڈکہ ہے یہ ایک چھوٹا
سا موضع ہے جس میں عظیم الشان سرائے اور مہمان خانہ بنا ہوا ہے ایک کمانیر یعنے
سرہنگ معہ تین سو سواروں کے رہتا ہے یہ لب دریائے لنڈا واقع ہے جو وسعت اور
پانی کی افراط کے لحاظ سے گنگا وجمنا سے بڑا ہے۔ یہان ضروریات کی ہر شے ملتی ہے اور
صرف مال پر محصول سرکاری لیا جاتا ہے اس جگہ سے قافلہ کی ضرورت نہیں رہتی۔
جس کا جب جی چاہے چلا جائے۔ راہ میں کسی قسم کا خوف نہیں ہے۔ ڈکہ سے کابل
تک چھ چھ کوس کے فاصلہ پر عظیم الشان سرائے بنی ہوئی ہے جس کی وضع قلعہ جیسی ہے
اور دو ہزار فوج یا مسافر بآرام بسر کر سکتے ہیں کرایہ سرائے فی نفر دو پیسہ ہے۔ ضرورت

لہ راہ کابل میں سب سے زیادہ سخت اسی جگہ کا سفر ہے اگر پشاور سے گھوڑا گاڑی میں جائے تو آرام سے طے
ہوجاتا ہے۔ پوری گاڑی کے واسطے چھ روپیہ ہے اور فی سواری دو روپیہ ہے +

کی ہر جگہ ہر شے ملتی ہے اگر ایک ایک منزل کی جائے تو جلال آباد تک راہ میں دو جگہ ٹھیرنا پڑتا ہے۔ ایک باسول دوسری گردی کش۔ جلال آباد میں چھاونی ہے۔ اعلیٰ حضرت کا عظیم الشان باغ اور کوٹھی ہے۔ جلال آباد سے کابل کے دو راستہ ہو گئے ہیں۔ ایک اُوپر کا راستہ کہا جاتا ہے دوسرا نیچے کا۔ اوپر کا راستہ سرو ہے۔ لیکن نہایت سخت ہے۔ اس کی منزلیں یہ ہیں۔ جلال آباد سے۔ فتح آباد۔ گندمک۔ جگدلک۔ بارکو سچ ملاں عمر۔ بت خاک۔ کابل۔ نیچے کا راستہ صاف و ہموار ہے۔ اور دریا کے کنارہ کنارہ کابل تک برابر سڑک بنی ہوئی ہے۔ یہ ہندوستانیوں کے واسطے بہتر ہے اس کی منزلیں یہ ہیں۔ جلال آباد سے۔ کچھ محمد علی خان۔ کاکچھ۔ سروبی۔ گوگاموندہ پل چرخی۔ کابل ✤ شہر کابل میں ناواقف مسافر کو سرائے میں قیام کرنا چاہئیے جو کہ کثرت سے موجود ہیں۔ اور کم خرچ سے اُس میں مسافر بآرام بسر کر سکتا ہے۔ شروع شروع میں کھانے کی احتیاط چاہئیے میوہ جات یا گوشت وغیرہ کثرت سے نہ کھانا چاہئیے۔ جو صاحب سگرٹ وغیرہ کی عادت رکھتے ہوں اُنہیں بقدر ضرورت ہندوستان سے اپنے ہمراہ لیجانا چاہئے۔ کابل میں بہت زیادہ قیمت پر بکتے ہیں اگر اہل ہند کو کسی قسم کی دقت یا تکلیف ہو تو اُس کا دفیعہ حضرت مولانا مولوی نجف علے صاحب انسپکٹر مدرسہ حبیبیہ کا وجود مبارک ہے مولانا صاحب نواح لاہور کے رہنے والے ہیں اور بغیر کسی طمع کے صرف محبت وطن کی وجہ سے اہل ہند کو بہت زیادہ آرام پہونچاتے ہیں۔ بندہ کو باوجود مہمان شاہی اور ہر قسم کا سامان مہیا ہونے کے حضرت موصوف کی ذات بابرکات سے بہت کچھ آرام پہونچا جس کا میں انشاءاللہ تعالیٰ تا زیست ممنون و مشکور رہوں گا۔

میرے ذاتی تعلقات افغانستان سے

الحمد للہ بندہ کو اعلیٰحضرت ضیاء الملۃ والدین خلد آشیان اور حضرت سراج الملۃ والدین خلد اللہ ملکہ اور حضرت نائب السلطنت صاحب زاد اللہ شوکتہ وحشمتہ کی قدمبوسی کا فخر حاصل ہے جس کے ثبوت میں ہر ایک وجود مقدس کے فرمان مبارک کی ایک ایک نقل درج ذیل ہے +

نقل فرمان مبارک اعلیحضرت ضیاء الملۃ والدین خلد آشیان علیہ الرحمۃ

عالیجاہ عزت من صداقت شعار خیر خواہ حاجی محمد خان تجار ساکن غورجہ علاقہ جہلی واضح اینکہ عریضہ ارسالی شما کہ مشتمل بر تعریف یک عدد انجن اعلیٰ بود حضور اقدس والا رسید معروض داشتہ بود کہ در اخبارات دیدہ شدہ کہ یک عدد انجن از مال دولت خداداد در موضع خیر افتادہ شکستہ بنابران یک عدد انجن کہ تیار موجود در نزد خود داشتم پیشکش حضور والا نمودم بکدام کار دار تحویل شود و نیز سہ عدد انجن کہ در زیر کار است و عنقریب تیار شد آنہم پیشکش حضور و از مال دولت قوی شوکت می باشد فقط عالیجاہا دانستہ خاطر ہمایونی گردید ضمیر پاک و مسلمانی و دینداری و خیر خواہی شما رائے جہان مطاع گردید از خداوند تبارک و تعالیٰ جل و علی شانہ خواستہ ام در ہر دو دنیا از برائے شما اجر عظیم عطا فرماید انشاء اللہ تعالیٰ ببرکت دین متین سرور کائنات با چنین شخصے مسلمان در ہر دو دنیا نعمت عظمیٰ نصیب است ـ در باب ہمان انجن کہ افتادہ شکستہ بود بدار السلطنت آوردہ شد آباد گردید کہ حالی چالان است و کار مید ہد کارخانجات دولت خداداد قوی بنیا از فضل خداوندی از ہر قسم کارخانہ موجود و مہیا است کہ از ہیچ اسباب کمی ندارد ـ در باب انجن شماہ

البتہ اگر حاجت وضرورے شود در گرفتن آن ہیچ حرفے نبود۔ لاکن از ہمہ اقسام کارخانہ
حاضر است آوردن آن ہا موجب تکلیف و زحمت می شد فقط۔ در اول بہار از ہمہ
کاریگرہائے فہمیدہ و قابل نزد خود شدہ کہ بہر کار بداند بحضور مبارک ارسال کنید
و تنخواہ ہر کدام شان را بقدر لیاقت شان خود شاہ بفرستید کہ در اینجا نگہداشتہ شود
و کاریگرہائے کابلی از انہا چیزے یاد بگیرد بقرار تجویز خود شاہ از برائے شان تنخواہ مقرر شود
باقی معزز باشند۔ تحریر یوم پنجشنبہ ۱۲ شہر جمادی الثانی۔

۱۳۱۴ ھ

نشان مہر مبارک
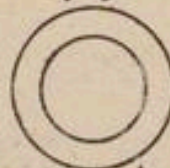
دستخط محمد اسلم بیانی نیرزاوری

نقل فرمان حضرت سراج الملة والدین خلد الله ملکه و اقباله

هو

عزت مند اخلاص شعار دولت خداداد افغانستان حاجی محمد خان ساکن خورجه ضلع بلندشهر
هندوستان را واضح خاطر باد - عریضه مورخه ۲۳ ماه ربیع الاول ارسالی شما شرف ملاحظه
سرکار همایون والا پیوست معروض داشته بود دید که اینجانب قبل ازین چند قسم نقشه ها ماشین های
را که از چقندر و انگور و سرده قند بر آورده می سازند و از ملک جاپان و امریکه خواسته بودم
بحضور مبارک ارسال داشته بودم از حضور گذارش نیافته و حال چند تکه نمونه های
پارچه بافی ابریشمی و لشمی را که حساب ساخت و فروش آن در پارچه ها مندرج است
و از ماشین های جاپانی مصنوع شده است که از قوت برقی یا بذریعه انجن کار میدهند
نزد اینجانب موجود است هرگاه برائے کارخانه جات دولت خداداد افغانستان بکار
باشد انشاء الله تعالی بآسانی یک سٹ آن بکابل میرسد چون اینجانب خود را مسلمان
میدانم و میخواهم که فائده های کلی بدولت خداداد و اسلام عاید گردد و باعث سعادت
دارین فدوی گردد - از مضمون عریضه شما سراپا اطلاع حاصل گردید و تکه های پارچه
نمونه های ارسالی شما بحضور انور والا رسید - عزت مندا سرکار والا از طریقه مسلمانی و

دینداری شما شکر کامل وخورسندی تمام حاصل گردید۔ البتہ کسے کہ مسلمان است باید در ترقی باقی مسلمانان ساعی باشد۔ در باب سررشتہ خواستن ماشین ہا گرخت باقی وغیرہ ماشین ہائے شما تا یک دفعہ خود شما بدار السلطنت کابل وبحضور مشرف نشوید این امر بمراسلات وجواب کہ از حضور وآنولا با شما کردہ شود ممکن ندارد آمدن خود شما یک دفعہ بحضور مبارک ضرور است۔ چوں درین وقت ہوائے افغانستان ہم خوب مے باشد یک دفعہ ضرور مع الخیر عازم دار السلطنت کابل مے شوید۔ واز حضور مبارک یک قطعہ فرمان باسم عالیجاہ میرزا غلام حیدر خان سررشتہ دار ڈاکخانہ اسلامیہ پشاور اصدار گردیدہ کہ ہر وقت کہ شما عازم حضور شوید از پشا سررشتہ آمدن شما را انام بردہ کردہ وشما را بحضور مبارک بدار السلطنت کابل روانہ بدارد انشاء اللہ تعالیٰ بحضور کہ حاضر شدید در باب ماشین ہا مواجہتاً با شما حرف زدہ خواہد شد فقط۔

فی تحریر پنجشنبہ ماہ ربیع الثانی یو ۳ شہر سنہ ۱۳۲۴ =

سراج الملۃ والدین امیر افغانستان

نقل فرمان مبارک نایب السلطنت صاحب زاد الله شوکته وحشمته

هو

عالیجاه عزت نشان میرزا غلام حیدر خان سررشته دار ڈاک خانه اسلامیه پشاور
را واضح خاطر باد که عزت مند حاجی محمد خان خورجه ملک هندوستان را از حضور حضرت
سراج الملة والدین مرخص شده بوطن خود میرود و در وطن خود رسیده از کوائف ماشین ها
وغیره بذریعه عرائض وقتاً فوقتاً بحضور مبارک سرکار والا یا بحضور عالی نائب السلطنت
ما اطلاع خواهد داد انشاء الله تعالی و بعض اسباب را بذریعه پارسل بطور نمونه بحضور
سرکار والا یا بحضور عالی ما ارسال خواهد نمود و بعض مراسلات خاص ضروری را بدست
آدم خود بجهت شما ارسال خواهد نمود - لهذا برای شما امر وارشاد می شود که مراسلات
و یا پارسل های مرسوله عزتمند موصوف را بلا معطلی روانه دار السلطنت نمایند -
و فرامین اسمی عزتمند موصوف فرستاده شود آنها را بذریعه ڈاک انگریزی ارسال
بدارید و درین باب انشاء الله تعالی تاکید بدانید فقط یوم شنبه ۲۵ ماه رجب المرجب
۱۳۲۴ھ -

نصر الله نائب السلطنت -

نقل اشتہار اعلیٰ حضرت سراج الملۃ والدین خلد اللہ ملکہ جو ہندوستان کی تشریف آوری کے متعلق مشتہر کیا گیا

برضمایر اخلاص مظاہر معتبرین و منصب داران و صاحب منصبان نظامی و ملکی و خوانین و جمیع رعایاے دولت خداداد افغانستان پوشیدہ و مخفی نماناد چون سرکار والاے ما شما مردم افغانستان را نعم شریک و دین شریک و دولت شریک دانستہ و میدانیم و نمیخواہیم کہ در ہیچ امور ملکی و ملتی شمایان ناواقف بودہ باشید چنانچہ در سنہ گذشتہ بیلان سال ۱۳۲۳ ہجری کہ دوست محبت نشان سر لویس ڈین با جمعیتی از طرف دولت ہم عہد شما براے استحکام عہدنامہ سابقہ شما بحضور انور والاے ما حاضر شدہ و استحکام مذکور العنوان سابق از طرفین محکم نمودیم و از براے استحضار خاطر

شمایان بطریق اختصار اطلاع داده بودیم که جمیع شما اقوام از فقرهٔ مذکوره آگاه خواهید بود
حال چون از راه اتحاد و ہم عہدی دوستے از طرف دولتِ ہم عہد شما که دولت بہیّہ
برطانیہ باشد خط و مراسلہ بقسم دعوت دوستانہ و مہمانی و سیر و شکار علاقہ
ہندبرین مضمون رسیدہ کہ چون عہدنامہ طرفین در سال گذشتہ تمام شدہ و استحکام پذیرفتہ
ہرگاہ از راہ اتحاد دوستی و دولتی و ہم عہدی تشریف آور باین علاقہ شدہ بعد از
ملاقات دوستانہ و سیاحت ہندوستان و شکار بازگشت و مراجعت در علاقہ
خود ہا خواہد نمودید۔ لہذا چون قبولی چنین دعوت و ادائی آن از طرف دولت و ملت
ضرورے باشد لہذا دعوت شان را رو نمودہ قبول فرمودیم و وعدہ نمودیم کہ انشا اللہ
خدا بخواہد در غرہ ماہ ذی قعدہ الحرام ۱۳۲۴ ہجری از مقام جلال آباد روانہ شدہ چند یوم
ادائے آن ضیافت را نمودہ بخیر باز گشت در مسکن و مقام خود ہا انشاء اللہ تعالیٰ خواہد
فرمودیم۔ لہذا لازم و ضرور دانستہ شمایان را ازین دعوت واقف نمودہ بسیار خاطر جمعی
میدہم کہ الحمد اللہ عہدنامہ شمایان و مطالب دولتی آنچہ کہ بودہ در سال گذشتہ تمام
شدہ این دعوت و قبولی صرف از برائے دوستی می باشد زیادہ از خداوند تعالےٰ
بہر حال شمایان را مرفہ الاحوال خواہانم فقط تحریر یوم سہ شنبہ سلخ ماہ جمادی الثانی
سنہ ۱۳۲۴ع ہجری نبوی۔

ناظرین سے امید ہے کہ عبارت کے نقص اور چھپائی وغیرہ کی غلطیوں کو معاف فرمائینگے۔
کیونکہ صرف دو روز میں مسودہ لکھ کر کاتب کو دیا گیا اور ایک ہفتہ میں کتاب چھپ کر
تیار ہو گئی۔ فقط اللّٰہم تمم بالخیر حاجی محمد خان ساکن خورجہ مؤلف کتاب ہذا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ ذکر شاہ اسلام

التماس و عذر مولف

الحمد للہ کہ حضرت پادشاہ دین پناہ السلطان ظل اللہ سراج الملۃ والدین امیر المومنین امیر حبیب اللہ خان
والی دولت خداداد افغانستان خلد اللہ تعالیٰ ظلال خلافتہ مہمان شہنشاہ دولت عالیہ برطانیہ
گشتہ ملک ہندوستان را از قدوم میمنت لزوم خود رشک ارم گردانیدہ است و گورنمنٹ برطانیہ
عالیہ بہ مہمانی آن اعلیٰ حضرت نقد و جنس را فرش خاک ساختہ و ضیافت را بحد کمال رسانیدہ
است ہذا خیال بندہ ہمین بود کہ شخصی قابل و لایق در اخلاق ستودہ و اوصاف پسندیدہ آن
امیر المومنین چیزے تالیف نمودہ مسلمانان ہند را خوش وقت و مسرور گرداند کہ تشریف
آوری امیر المومنین امرے معمولی نیست بندہ خیر خواہ ہر دو دولت عالیہ را تا اینددم
معلوم شدہ است کہ احدے از تاجداران عالم باین صولت و حشمت مہمان ہندوستان
شدہ باشد للہ الحمد کہ این فخر اولاً ہندوستان را حاصل شدہ است لیکن تا اینددم نہ
شنیدہ ام کہ احدے از افراد مردمان قابل و لایق اوصاف و اخلاق آنحضرت را تالیف
نمودہ شایع کردہ باشد ہذا فدوی خاص را ہمین خیال دامن گیر شد کہ بر اوصاف
چنین ذات کہ بہمہ اوصاف موصوف است و وجود مبارکش نہ افغانستان بل سائر
مسلمانان را نمونہ رحمت آلہی است ہذا بحکم کل شئی یعرف باوصافہا بہ نوشتن حالات آن

اعلیٰحضرت قصد نمودم اگرچه بنده قابل تالیف اوصاف آن عالی صفات نیست و وقت هم کمتر است که چنین تصاویر را فراہم نماید که شان و شوکت بارگاه شاہے ازآن ظاهر شود و نه در قلم مضامینے دارم که اوصاف ذات اقدس را محیط شوند و در تالیف معلوم بودن حالات صحیحه امر ضروریست و ایجادات ذہنے را در وو دخلے نیست و نه بنده برائے این کار اہم آمده بود اگر پیش ازین دانستے ہمه اسباب مذکوره را به سہولت در دار الخلافت کابل فراہم مے ساخت لیکن دانسته بودم که احدے از نمک پرورده آن دولت علیه که در ملک ہندوستان ہستند و از زبان اردو ہم واقفیت کامل میدارند درین کار تساہل نخواہند کرد لیکن امر اتفاقی است که آن نمک پرورده دولت علیه باین طرف توجه نه نمودند پس من ناقابل ناواقف را فراگرفتن انجام این خدمت افتاد بغایت متحیر ہستم که چگونه اوصاف حمیده آنحضرت را در ضبط تحریر آرم که مضمون نگاری را سلیقه ندارم و آن اوصاف شاہانه را که در اقامت کابل شنیده بودم از حفظ من بدر رفته است و چیزے ازان محفوظ ست نام راویان ایشانرا یاد ندارم و درین مانه ہیچ تحریر و تقریر بلا ثبوت اعتبارے ندارد پس درین حالت چنین مناسب بود که مثل ایشان خموشے کردمے و فوائد ذاتی فکر کردمے لیکن تعلق طبیعت را که با آن دولت علیه ہست چکنم بقول شاعر که گفته است ؎

محبت است که دل را نمیدہد آرام	و گرنه کیست که آسودگی نمیخواہد

لہذا از ناظرین خود امید عیب پوشی داشته آنچه که مرا معلوم است بزبان ناقص خود تحریر مینمایم که وجود شے از عدم آن بہتر است۔

(بنده حاجی محمد خان)

دیباچہ مؤلف

سنہ ۱۹۰۷ء برائے مسلمانان ہندوستان بسا میمون ومبارک ہست کہ اہل ہند ما بین
بادشاہ اسلام وشہنشاہ خود وانگلستان مودت قلبی واتحاد ذاتی راعیاناً مے بیند نزد اہل بصیرت
این امر باعث مسرت بے اندازہ است زیراکہ ہر یکے از مذہب خود تعلق قلبی میدارد پس
درچنین حالت میلان طبیعت مسلمانان بطرف بادشاہ اسلام امرے فطری است
وہمچنین خاصہ طبیعت انسانی این ہست کہ در سایہ عاطفت کسے کہ پرورش مے یابد
وحیات مستعار را براحت وآرام میگزارد از وجود او تعلق قلبی میدارد و این امر اظہر
من الشمس ہست کہ تاج برطانیہ بہمہ اکناف عالم روشن ومنور ستارہ عدل وانصاف
است بہمہ اہل ہند خصوصاً مسلمانان در ظل عاطفت شہنشاہ برطانیہ براحت واطمینان
عمر خود میگزارند بدینوجہ ایشانرا با دولت علیہ برطانیہ مودت واتحاد قلبی امر لازمی ہست
پس ازین معلوم میشود کہ مسلمانان اہل ہند را با ہر دو سلاطین اتحاد خاص ومحبت قلبی
ہست واز ہیچ برتر است کہ میان ہر دو شاہان اتحاد ویگانگیت راعیاناً مشاہدہ میکنند
وخیال بعض ناعاقبت اندیشان ہمین ہست کہ اگر ما یان در تعریف وتوصیف امیر المومنین
چیزے بسرایند یا از ایشان تعلق دارند پس باعث ناراضی دولت علیہ برطانیہ باشد
نزد ما این خیالات ہیچ وقعتے ندارند زیراکہ این عزت وترقی افغانستان از امداد و
توجہ دولت برطانیہ است پس درینصورت بسا تعجب است بر عقل آن مدبران کہ چنین
تعلقات میان ہر دو دولت مے بینند و این خیالات فاسدہ را در دل میدارند باینکہ
دولت برطانیہ ایشانرا مہمان خود کردہ ہست و در اعزاز واکرامش ہیچ امرے فرو
نگذاشتہ ہست پس اگر مردمان ہندوستان مہمان شہنشاہ خود را عزت واحترام

کنند و به نظر محبت بینند چگونه ایشان مخالف دولت برطانیه شمار کرده شوند
بقول حضرت ضیاء الملۃ والدین خلد آشیان علیہ الرحمۃ۔ قصد دارم که بملک هندوستان
روم و از ویسرای تعلقات دوستانه پیدا کنم تاکه بر همه عالم آشکارا شود که امیر
افغانستان با اینکه خود مختار حکمران است خلاف معمول با قلیل جمعیت از ملک خود
سفر کرده برای ملاقات نائب ویسر ملکه انگلیشه به هندوستان میرود تاکه ازین
ظاهر شود که میان هر دو اقوام چه قدر اتحاد و اتفاق است و هر یکے را بر دیگری اعتبار
و اعتماد کلی است ازین تردید افواه خواهد شد و ظاهر میشود که میان سلطنت
افغانستان و انگلستان مودت صادق و اتحاد خالص است و ازین امر صولت
و عظمت دولت انگلیشه زیاده میشود و عموماً این امر آشکارا شود که حفاظت و
استحکام هندوستان و افغانستان براین منحصر است که میان هر دو دولت
اتفاق و اتحاد قایم ماند۔ الخ۔

بعضے از مردمان چنین میگویند که این اتحاد و اتفاق که میان هر دو دولت قایم است
چه عجب که آینده منقطع شود پس نزد ما فلسفه ایشان مطابق آن ملازم است که برائے
بیمار دارے آقای خود معمور بود ی مکالمه هر دو درج ذیل است۔

-آقا- درین وقت ناجور هستم ڈاکٹر را بیارید۔
-ملازم- چه عجب که ڈاکٹر بخانه نباشد۔
-آقا- میدانم که او بخانه هستند۔
-ملازم- اگر بخانه باشند چه عجب که آیند یا نه آیند۔
-آقا- یقیناً مے آیند۔
-ملازم- چه عجب که نزد ایشان دوائی نباشد۔

---

۵۱ تزک عبد الرحمانی جلد دوم صفحه ۱۱۵

- آقا- دوا هم بیدا رند۔
- ملازم- چہ عجب کہ دوا اثرے نہ کند۔
- آقا- یقیناً اثرے کند۔
- ملازم- چہ عجب کہ جناب را مرض الموت باشد۔
- آقا- میدانم کہ مرا مرض الموت نیست۔
- ملازم- آخر شما را از دنیا مفارقت ضروری است یا نہ اگر ہست پس باین امر چہ فرق است کہ دو روز قبل بمیرند یا دو روز بعد اگر فلسفہ و چہ عجب ایشان را بالفرض محال تسلیم کردہ شود پس مایان آن محبت و اتحاد را کہ از دولت افغانستان داریم بوقت نااتفاقی ہر دو دولت منقطع خواہیم کرد و اگر ہر چہ عجب ہر عملی کہ کردہ شود پس ہمہ امورات دینی و دنیاوی را ترک باید کرد زیراکہ در ہر کاری امکان چہ عجب ممکن است لہذا از ہر نوع مناسب معلوم میشود کہ اخلاق حمیدہ و اوصاف ستودہ آن مہمان عالی را برائے ملاحظہ ناظرین پیش کردہ شوند خالی از دلچسپی نباشد فقط

ذکر شاہ اسلام

اعلیٰ حضرت امیر المومنین خلد اللہ ملکہٗ نسلاً فرزند رشید حضرت ضیاء الملۃ والدین امیر عبد الرحمٰن خان خلد آشیان علیہ الرحمۃ وحکومتاً نبیرہ احمد شاہ درانی وتاریخاً نوہ سلطان محمود غزنوی ہستند۔
ولادت حضرت امیر المومنین خلد اللہ ملکہ وحشمتہ در ۱۸۷۲ء شدہ است حالا عمر مبارکش سی وپنج سالہ است تعلیم وتربیت در سایۂ عاطفت حضرت امیر المومنین ضیاء الملۃ والدین خلد آشیان علیہ الرحمۃ یافتہ کہ بعقل وفراستش ہمہ عالم معترف اند بقول مؤلف تزک عبد الرحمانی نزد من در ثبوت این امر کہ امیر عبد الرحمٰن خان از لائق وبزرگ ترین اشخاص زمانہ ہستند ضرورت تضیع اوقات نیست زیراکہ آن ہمہ مدبران زمانہ کہ با اعلیٰ حضرت شرف باریابے حاصل کردہ اند معترف بہ بزرگی ومدبری ایشان شدہ اند وحق اینست کہ آن کامیابی ہا کہ ایشان را بزمانہ خود حاصل شدہ است نظیرے ندارد زیراکہ ملک افغانستان بیشتر خطہ ویران وپر از اقوام وحوش بود لیکن آن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ از قابلیت ولیاقت خداداد خود ملک افغانستان را منبع صنعت وحرفت ومرکز علوم جدیدہ ساختہ واقوام افغانیان را از زیور تہذیب واخلاق ومدبری ودانش مزین کردہ وسلطنت را سلطنت اسلامی ساخت۔ الخ
فی الحقیقت خدائے عزوجل در وجود مبارکش اعلیٰ قابلیت از امور دینی ودنیاوی آفریدہ است از اینجا مختصراً حالات آن جلالت مآب خلد آشیان امیر عبد الرحمٰن خان برائے دلچسپی ناظرین وبرائے اینکہ از این اندازہ مدبری وجہانداری اعلیٰ حضرت امیر المومنین امیر حبیب اللہ خان خلد اللہ ملکہٗ کہ بسبب تعلیم وتربیت اعلیٰ حضرت خلد آشیان ایشانرا حاصل شدہ است بر ہمہ عالم ظاہر گردد۔

مختصر از حالات خلد آشیان

اولاً آن اشعارے چند در وصف اعلیٰ حضرت خلد آشیان که از تصنیف یکے از اہل اللہ ہستند تحریر میکنم۔ ؎

آمده سرورے از دوده عالی افغان	قوم ابدال شرف یافت از آن قطب زمان
آن ضیا ملۃ دین زیب سریر کابل	حامی دین متین نائب سردار رسل
ظل یزدان بزمین خسرو اہل ایمان	مظہر رحمت حق ماہر شرع وعرفان

اندازهٔ حمیت وغیرت اسلامی آن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اکثر از صفحات تزک امیری ظاہر میشود بنده در اینجا برائے ملاحظہ ناظرین عبارتے از تزک عبد الرحمنی که از قلم زبان معجز بیان اعلیٰ حضرت که بہ تحریر آمده است نقل میکنم۔ مطلقاً مایان را از جفاکشی تکلیف نمے رسد بلکه با والفتے دارم و ہرگز از و خستہ و رنجور نمے شوم زیراکه مارا از محنت و مشقت بسے رغبتے ہست و درین خلاف نیست که ہمہ افراد بنی آدم نوعے از انواع الوالعزمی میدارند والوالعزمی ما ہمین است که از محنت و مشقت رو نگردانم و ہر کاریکہ میکنم آن بغرض تکمیل انتظام سلطنت میباشد۔ واین ہمہ ذوق و شوق محنت و مشقت من جانب خداوندی است واعلیٰ ترین آرزوئی حیات من ہمین است که آن افراد نوع انسان که خداوند تعالےٰ من بنده را بر جان و مال ایشان حاکم گردانیده است در نگرانی و حفاظت ایشان بدل و جان کوشان باشم و از منکرات و منہیات ایشانرا باز دارم رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشادی فرمایندا ذا ارادالله شیأ الخ و در علم باری تعالےٰ این بود که افغانستان را از آفات بیرونی و اندرونی نجات دہد بنوچہ این حقیر را بہ چنین کارہمور ساختہ بر افغانستان حاکم گردانیده است واین از تائید رب العزت است که من بجا ل

رفاہ عام ہمہ دم مستغرق میمانم وآن رب العزت بر دل من افگندہ کہ من برائے ترقی اہل افغانستان کوشان باشم و در ترقی مذہب رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسّلام از جان و مال خود دریغ نکنم الخ۔

بندہ در ثبوت تقدس و بلند مرتبہ آن اعلیٰ حضرت ظل سبحانی علیہ الرحمۃ واقعہ خود نقل میکنم در ۱۹۱۰ء آن مظہر فیوض یزدانی من بندہ را بحضور خود طلب نمود بموجب امر عالے در حضور ظل سُبحانی قصد حاضری کردم لیکن این امر را برائے وا جازئے یکے از اہل اللہ کہ ہمہ علماء و مشائخ بر علم و بفضل ایشان معترف بودند منحصر داشتم پس بخدمت ایشان حاضر شدم و واقعہ مذکورہ عرض نمودم ارشاد فرمود کہ فردا جواب میدہم لہذا بروز دیگر بندہ بعد نماز فجر بخدمت ایشان حاضر شدم فرمود کہ امشب مرا معلوم شدہ است کہ ہمہ عالم از نور حضرت امیر المومنین ضیاء الملۃ والدین روشن و منور گشتہ است بروکہ از قدم بوسی آن اعلیٰ حضرت شما را ضفتے حاصل گردد ہر آئینہ این کلمات را از لسان مبارکش شنید خاموش ماندم زیراکہ خطرات ناقصہ ازین کلمات در دل پیدا گشتہ بود لیکن آنحضرت قدسی صفت ارشاد فرمودند آیا درین امر شک و شبہہ دارے پس دست بستہ عرض نمودم کہ مرا معذور دارید زیراکہ پیدا شدن خطرات امرے اختیاری نیست ارشاد فرمود مضائقہ نیست ہر چہ در دل داری بگو عرض کردم کہ سلسلہ نبوت بر حضرت خاتم المرسلین محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام ختم شدہ ہست و ہر مراتب بزرگی در تحت نبوت ہستند و ہر آئینہ احوال انبیا نیست کہ در وقت واحد و زمانہ واحد متعدد شدہ اند پس بسبب متعدد وجود در نور و فیوض ایشان تفریقے لازم مے آید و این شان مخصوص بسرور کونین علیہ الصلوٰۃ والسّلام است کہ ہمہ عالم از نور مبارکش روشن و منور ہست و در و تفریقے نیست بموجب ارشاد جناب باری عز اسمہ و ما ارسلناک الا رحمت اللعالمین پس بچہ طور تسلیم کنم کہ ہمہ عالم از نور امیر المومنین امہ

عبدالرحمن خان منور گشته است زیراکه حضرت امیرالمومنین نبی مرسل نیستند پس شاد
کرد که اول این خطره در دل من پیدا شده بود لیکن از فکر و غور کردن زائل گشت زیراکه از
حدیث نبوی ظاهر میشود سیکون من بعدی زماناً من یحیی سنته واحداً۔ الخ پس این زمانه
همین است و مخبر صادق خبر او داده است پس چقدر بلند مرتبه باشد آن شخص که همه
شریعت نبوی علیه السلام از او زنده و جارے شده باشد و حق اینست که مرتبه این چنین
اشخاص غیر از خدائے رب العزت کسے نمیداند علاوه ازین معنی تفریق همین است چنانکه
تو گفته بودی که اگر در عالم دو وجود متقابل باشند پس درمیان نور هر واحد تفریقے لازم آید
مثلاً اگر در عالم دو آفتاب در یک وقت موجود باشند لازمی است که میان نور هر
واحد تفریقے پیدا شود و اگر وجود دیگر مقابل نباشد پس در همه عالم فیض نور آفتاب
یکسان باشد پس از نظر غور و فکر به بینید که در همه عالم احدے از بادشاهان هست
که در مملکت او احکام شریعت نبوی علیه السلام تمامه جاری و نافذ باشند الا این فخر
حضرت امیرالمومنین ضیاء الملة والدین را ان جانب خدائے رب العزت حاصل
شده است پس باید که این خطرات را در دل خود جاگزین نکنید پس بنده را به شنیدن
این کلمات اطمینان کلی حاصل گشت۔

وازین اندازه مے شود که چقدر در دل امیرالمومنین عظمت و هیبت خداوند تعالیٰ
و پابندی احکام شریعت و انصاف پسندی بود بنده در ۱۹۰۱ء بغرض پابوسی عالی
حضرت خلد آشیان حاضر شده بدولت خانه عالی جناب فیض مجسم مرزا محمد حسین خان جناب
مستوفی الممالک فروکش از جانب دولت گردانیده شدم روزے در اثنائے گفتگو
محمد یوسف خان برادر مستوفی الممالک فرمود که خلق و الطاف خسروانه ضیاء الملة والدین
در دل گرفته اگر حقیقت حال غضب شاہی و صولت امیری را بیابی بسیار پریشانے دامنگیر
خواهد شد دریا از هیبت او خشک مے شود زهرهٔ شیر را غضب او تحلیل مینماید هر گونه

از هول او آگاهی داد و گفت که این پیشو و آن پیشو و این بنده خاموش مے شنود و تا
راه ضبط کردن نداشتم دامن صبر از گرفتن نتوانستم مجبور بمصداق قول شاعر-

شیخ از محفل رندان که همین داشت سرے — آمدے پند همین داد که بد خوئے گرے
آخر الامر بدین گونه شد از در بدرے — پا بدستے دگرے دست بدستے دگرے

در زبان باز کردم و سر سخن آغاز- بنده که هزار بار به تجربه آورده بود و در پریشانیهائے
گوناگون سر نهاده بود و از عادت مجبور و در خیال محصور مقوله عام است که سخن راست
از زبان دیوانه بر می آید یا از دهان مستانه با وجود تجربه جرأت عرض نمودم که هر چه از زبان
جناب سر می زند این همه از صفات غضبیه باریتعالےٰ هست که بحر خشک شود و دوزخ و
جنت از غضب او تعالےٰ نام و نشان از صفحهٔ هستی محو کند آسمان پاره گردد زمین
فرو رود انسان که ضعیف البنیان و محتاج است همچنین صولت و هیبت از او صادر
آن در بیان آوردن نازیباست خانصاحب موصوف چین بجبین شده فرمود بجان
که از زبان ما گفته شد راست است بنده هم به همون طریق که عادی بودم زبان عرض
کشودم که اگر کلام حضرت راست است بحر و دریا را خشک شدن یکسو نهیم یک پیاله آب
را روبروئے آن اعلیٰ حضرت جاده هم اعلیٰ حضرت از تمامی قوت غضبیه و توپ و تفنگ
سامان حربیه با فوج بسیار پیاده سوار چندان مهیا شود و توجه بفرمایند اگر با آثار غضبیه
یک قطره از آن ربایند جناب روئی مرا سیاه کرده و طوق پاپوش در گلو انداخته بر پشت
خر سوار کرده بهر کوچه و بازار تشهیر نمایند و اگر خلاف این سر زند جناب هم سزائے خود را
بهمین منوال قبول فرمایند مستوفی الممالک صاحب هم سخن ما یاران به تبسم داد میداد
آخر الامر این کلام بر رفع و دفعه رو نهاد از آن بعد بنده حسب عادت شرف حضوری دربار
شاهی حاصل نمود و عزت هم طعامی- اعلیٰ حضرت خلد آشیان بر مسند خلافت سریر آرا
مے بودند و مستوفی صاحب و عالی جناب احمد شاه خان صاحب ملک التجار زیر سریر شاهی

بودند اعلیٰحضرت خلد آشیان که طبع ظریفانه میداشتند سخنهائے زنگارنگ را بگوش حق نیوش پایۂ افراشتند عالیجناب مستوفی الممالک فرصت انگاشته و موقعه وقت را بنداشته و قصه ماو برادر خود را که باهم گذشته بود آغاز کرد و در قصه بانه و اعلیٰ جناب خلد آشیان به توجه و غورش می پرداخت و خاطر مبارکش را آن کلام پر اثرے ساخت حتیٰ که مستوفی صاحب کلام خود را باتمام رسانید و اعلیٰحضرت را آب دیده گردانید بعد ازان از زبان فیض ترجمان اعلیٰحضرت این کلام جاری شد هر کس که در نظر و قلب او یکذره عظمت و هیبة خدائے عز و جل جا میگزیند هرگز در نظر و قلب او از شان کسے عظیم و جلیل القدر هیبت نمی نشیند چه جائیکه انسان ضعیف البنیان که از یک مشت خاک و یک قطرۂ ناپاک آفریده شده۔

و اعلیٰحضرت خلد آشیان آنچنان قیافۂ صحیح میداشت که کسانرا خرق عادات او در شبهه مے انداخت چنانچه در تجربۂ من بنده آمده است این احقر از اعلیٰحضرت خلد آشیان علیه الرحمة و الغفران بزبان اردو عرض مے نمود و آنجناب بفارسی ارشادے فرموئے من بنده قابلیت زبان اردو اعلیٰحضرت اندازه کردن نمے توانستم بدین جهت آنچه که ضروری عرض مے داشتم بفارسی مے نگاشتم روزے این عریضه که از دار الایمان افغانستان برائے حصول علم صنعت و حرفت چندکسانرا که قابل و لایق این باشند در ممالک یورپ فرستاده شوند اگر در رائے فیض انجلائے والا مناسب آید بهتر است بزبان فارسی نوشته حاضر خدمت فیض اقدس شدم اعلیٰحضرت خلد آشیان بکمال شفقت و عطوفت خسروانه این احقر را روبروئے سریر مبارک بر قالین اشارت فرمود چنانچه این بنده مؤدب جائے خود اختیار کرد۔ اعلیٰحضرت یکے از ارکین حکمت خود بمعاملتے کلام میداشتند که این بنده محل عرض یافته لفافه از جیب بیرون نهاد و اعلیٰحضرت بگوشۂ چشم قبول جا داده بدیگر کارها پرداختند۔ من آن لفافه را بجیب باز گرفتم بعد

ساعتی اعلیٰحضرت ارشاد فرمودند که اگر کسے از اہل ہندوستان این خیال دارد که بغرض
تعلیم صنعت و حرفت کسانرا یوریپ باید فرستاد این خیال برائے اہالیان ہند مناسب
است نه که افغانیان را زیرا که ہندوستان از احکام شرعی آزاد است و افغانیان
پابند احکام شریعت ہستند اینجا از شراب و زنا و جمیع ممنوعات شریعت احتراز نمودن
است و در ہندوستان از ہمه آزاد بودن اگر کسے از افغانستان در ممالک آزاد فرستاده
شود ہمه تقویٰ و پرہیزگاری برباد دہد ہر که آزاد مشرب میشود ہمه اخلاق و عادات
قدسیه را برباد مید ہد بدین جہت بہتر است که اہل یوریپ در مملکت ما در آیند -
من این کلام را شنیده متحیر شدم که اعلیٰحضرت از احوال اندرون لفافه چگونه آگاہی یافتند
پس حیرت مرا دریافته ارشاد فرمودند که نزد من در میان ولی و عقلمند ہمین قدر فرق
است آنچه درمیان ٹیلیگراف و ٹیلیفون فرق است بذریعه ٹیلیفون انسان را در فہمیدن
سخن بعقل و غور ضرورت نے افتد ہمچنانکه گفته شود بگوش مے آید لیکن دریافت
کردن سخن بذریعه ٹیلیگراف درین بعقل و غور و علم ضرورت مے افتد یعنے اصطلاحات ٹیلیگراف
را علم حاصل کرده و دست و کوب او را صحیح دریافتن ضروریست ہمچنین ولی الله را
بذریعه الہام وغیره معلوم میشود که چنین گزشته شد و چنان خواہد گزشت و عقلمند از
حالات و رفتار زمانه مے شناسد که آینده چنین پیش خواہد آمد -
ہمه وجوہات مذکوره ظاہر است ہرگاه که آنحضرت تندگانی که برائے تعلیم و تربیت مخصوص
است بحضوری چنین عقلمند و مدبر حمیده صفات شاه اسلام خلد آشیان را بوجود خود
قدر تا موجود میداشت صرف شده باشد آن ہمه اوصاف جمیله در وجود مبارک سراج الملة
والدین خلد الله ملکه بالضرور پیدا شده باشند زیرا که طبع انسان خاصته چنین واقع شده
است که عادت ہر کارے که بضرورت اختیار میکند رفته رفته آن عادت ہم طبیعت
ثانیه میشود بقول سعدی علیه الرحمة والغفران -

گلے خوشبوئی در حمام روزے　　رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیرے　　کہ از بوئے دلاویزے تو مستم
بگفتا من گلِ ناچیز بودم　　ولیکن مدتے با گل نشستم
جمالِ ہمنشین در من اثر کرد　　وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

حضرت سراج الملتہ والدین خلد اللہ ملکہٗ بہ سی سال کہ در رائے عقلائے ہند حصۂ بیش قیمت تامی عمر ومنتہائے زمانہ تعلیم وتربیت است زیر سایہ ونگرانی اعلیٰ حضرت خلد آشیان بسر کردہ ونزد دانشمندان بعد سی سال بعادات واطوار انسان تغیر وتبدل دشوار بلکہ از ناممکنات است۔ گفتہ مے آید کہ بعمر بست۔ وبست وپنج۔ وسی سال پسر پسر عاقل۔ پسر کامل۔ شدانچہ شدنی است یعنے خصائل انسان نیک وبد انچہ کہ اختیار میکند ہمہ اندر سی سال طبیعت ثانیہ او میشوند کہ تغیر دران ممکن نیست از امثال است۔ کہ جبل گردد وجبلت نگردد۔ اعلیٰ حضرت خلد آشیان عنان حکومت خود را درحیات خود بدست حضرت سراج الملتہ والدین خلد اللہ ملکہٗ عطا فرمودہ بودند چنانچہ خود رقم فرمودہ اند کہ حبیب[1] اللہ خان از بزرگ ترین پسران ما است آن ہمہ کار کہ من یا امیران افغانستان پیشتر بدست خود میداشتند حالا امیر حبیب اللہ خان بکار می آرند صرف بعض محکمجات وسررشتہ جات چنانکہ صیغہ خارجیہ است کہ انتظام او من بدست خود میدارم بسپردگی امیر حبیب اللہ خان نیستند حبیب اللہ خان ہمین دستور العمل مے آرند کہ بوقت دہ ساعت صبح دربار میکند۔ وبوقت سہ یا چہار ساعت بوقت عصر برخاست میکند۔ بروز دوشنبہ وپنجشنبہ سکریٹری دربار آن ہمہ درخواستہا وخطوط کہ بذریعہ ڈاک میرسند یا بذریعہ قاصد از ہرات وقندہار وبلخ وغزنی وجلال آباد وہندوستان واز دیگر مقامات کہ موصول مے شوند روبروئے او میخوانند برائے محکمہ جات مختلفہ

[1] تزک عبدالرحمانی　جلد دوم صفحہ ۹۵

حکمہائے اخراجات بنام خزانہ جاری میشوند وبنام گورنران واہلکاران فوجی وملکی وجہتمان کارخانہ جات ومیگزین ومحکمہ جات عمارت ومال وغیرہ برپوٹہا احکام صادر میشوند و بنام حکام متعلق اوارسال میکنند سکرتری مذکور بہ جوابات درخواستہائے و دیگر کاغذات وغیرہ مہر حبیب اللہ خان ثبت کنانیدہ بذریعہ ڈاک اوراروانہ میکنند بعد ختم این ہمہ کارہا تاوقت آرام دیگر کارہا کہ میرسند اوراہم بانجام میرسانند صرف برائے ہوا خوری وسواری اسپ فرصت قلیل نگاہدارند قبل ازخواب بدربار ما برائے ساعتی حاضر میشوند وبشرط ضرورت وقت صباح ہم اگر من بیدار میشوم بروز سہ شنبہ دربار فوج ہم میکنند وبہ ہمراہ تمامی افسران فوج طعام میخورند وبرائے فوج سپاہی نوہم مقرر مے سازند وہمہ معاملات فوج بہ ایشان تعلق میدارند تصفیہ جرائم ومنازعات فوجی ہم بدست شان ہستند۔ بروز چہارشنبہ دربار حکام ملکی موجودہ کابل میشود۔ انچہ مقدمات ملکی وران وقت پیش میشوند آنرا تصفیہ میدہند۔ بروز شنبہ مقدمات فوجداری فیصل میکنند ومجرمان راسزائے قید یارہائی میدہند وانچہ کہ از کوتوال شہر یا بذریعہ دیگر مقدمات میرسند واپیلہائے وغیرہ پیش کردہ میشوند۔

بروز یکشنبہ ہمہ کارخانہ جات ومختلف میگزین ہائے کابل رامعانہ میکنند وعرائض اہل حرفہ کہ میرسند مطابق لیاقت اوشان ترقی پنشن یا رخصت وغیرہ میدہند۔ جمعہ کہ روز تعطیل وراحت است اورا بہ ہمراہ ما میگزارند یا درشکار۔ ونماز جمعہ را درمسجد میگزارند وپیش مادران وخویشان عزہ واقارب خود را حاضر میدارند۔ الخ۔

لیکن با ضابطہ تخت نشینی اعلیٰحضرت بعد از وفات اعلیٰحضرت ضیاء الملۃ والدین شدہ است۔ وفات حسرت ناک شاہ اسلام دلہائے اسلامیان راجنبانید

ونصف الم ہائے تمام قلمرو گورنمنٹ عالیہ برطانیہ سرنگون گردانیدہ صد مات سلام جہان ورنج برطانیہ عظمی را فوات اعلےحضرت امیر المومنین سراج الملتہ والدین خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہ واقبالہٗ را خدا و مدتعالے بنجم المدل زیب سریر دولت خدا داد افغانستان فرمود۔

اشعار دعائیہ

اے خداوند دو عالم تا قیام این جہان	تا دمے باشد درین عالم بقاء مردمان
تا دمے در آب سیلانی بود	تا دمے این گریہ شبنم بود
خرمے این شاہ ما را کن عطا	با د در دولت ترقی اے خدا
این سراج دین ما را ساز بدر	با ترقی روز شب افزائے قدر
حسب نصر اللہ نائب سلطنت	تا قیامت این بماند در دولت
نور چشم شاہ معین السلطنت	تا ابد روشن بود در مملکت

باضابطہ تخت نشینی اعلی حضرت

صاحب قران اسکندر مکان مرکز دائرہ امن و امان حضرت امیر المومنین سراج الملتہ والدین خلد اللہ ظلال خلافتہ الزاہرہ یکم اکتوبر در ۱۹۰۱ء بر سریر دولت خدا داد افغانستان متمکن شدند و ہمون وقت بموجب ارشاد عز و جل ان اللہ یامر بالعدل والاحسان بجانب عدل وانصاف توجہ نمودند۔ قطعہ

شکر خدا کہ شام امید زمانہ را	صبح طرب زمطلع عز و طرب و مید

هر ناوک دعا که کشودند اهل راز | ازباز وے نیاز بهمه برهدف رسید

لیکن باضابطهٔ تخت نشینی آن امیر المومنین سراج الملة والدین را همه اصاغر
واکابر و علمار افغان وگورنمنٹ هندوستان مارچ در سنه ۱۹۰۱ء بجان ودل
تسلیم کردند و برضا و رغبت اظهار مهر و وفا نمودند بعد گرفتن عنان حکومت
برادر خورد را (یعنے حضرت امیر نصر الله خان) ولیعهد دولت و نائب سلطنت
خود ساختند که صیت مکارم اخلاق سنیه و اوصاف رضیه مرضیه در اطراف
آفاق شایع گشته و باستماع اقاصی و ادانی رسیده - و از جبین مبارک آن ذات
ملکی صفات آثار و انوار سعادت ظاهر و باهر است و وجود مبارکش برائے
افغانستان و مسلمانان عالم نمونه رحمت الٰهی است و از ذات آن والاصفات
اعلےحضرت امیر المومنین و همه اهل افغانستان را چنین مودت و محبت
است که از احاطهٔ قلم بیرون است همه مسافران و سیاحان که از دور دراز
ے آیند بعد تقبیل انامل دریا فواضل از اوشاحمیده واشش بے گرویده میشوند
و همیشه دعار ترقی حیات و دولت میدهند - دگر شهزاده عالمیان و نقاوه
زمرهٔ آدمیان امیر عنایت الله خان صاحب معین السلطنت بزرگ ترین
فرزند اعلےحضرت خلد الله ملکهٔ و ولیعهد نائب السلطنت هستند بسے نگذشت
که اهل هند از شرف پابوسے آن معین السلطنت تجربه خلق و قابلیت ایشانرا
مشاهده کرده اند -

صفات ذات شاهانه

اعلےحضرت سراج الملة والدین خلد الله ملکهٔ و اقباله بنهایت مرد شجیع و رحیم الطبع

ومتصف مزاج وخندہ پیشانی وبیدا مغز و مستعد ہستند بنا در ثبوت ہر صفتے از اوصاف مذکورہ یک یک واقعہ پیش کش ناظرین میکنم

شجاعت

روزے[1] در جلال آباد بوقت سر کردن بندوق لوش شق شدہ انگشتان مبارک شان صدمہ سخت رسید تا کہ انکہ نوبت قطع و برید افتاد ڈاکٹرے کہ حضور ویسرائے سابق برائے معالجہ آن اعلے حضرت فرستادہ بود بر وقت عمل جراحی ادویہ بیہوشے را پیش نہاد اعلے حضرت از استعمال ادویہ بیہوشی انکار نمودند و دست مبارک را بطرف او دراز کردند و فرمودند کہ در کار خود مشغول شو و بدست دیگر اخبار گرفتہ ملاحظہ فرمودن گرفت اعلے جناب مرزا عبدالرشید خان صاحب کہ دست مبارک شان گرفتہ بود بوقت بریدن انگشت اعلے حضرت لرزہ بر اندام مرزا صاحب افتاد اعلے حضرت بر حالش تبسم کردند و فرمودند کہ مرزا دستت چرا می لرزد مرزا صاحب چشم پر آب شدند بہذا معذور داشتہ علیحدہ نشستند و ڈاکٹر ہر دو انگشت صدمہ رسیدہ را برید و بسہولت کار خود را بانجام رسانید و درین عرصہ اعلی حضرت چنین بدین اخبار مشغول بودند کہ ازین حادثہ چین بر جبین شان نیافتاد ڈاکٹر شجاعت و استقلال امیر المومنین را دیدہ متحیر گشت و گفت کہ از نظر من تا ایندم کے شجاع و دلیر مثل امیر المومنین نگذشتہ است کہ انگشتان بریدہ و ہیچ اثرے تغیر و تبدل بر خیال ظاہر نشود۔

---

[1] بامن این واقعہ را عالیجناب مرزا عبدالرشید خان صاحب بیان فرمودند۔

رحم دلی امیرالمومنین

[۱] شفقت بر عامهٔ رعایا و مرحمت و رفق بر کافهٔ برایا بر ملوک عظیم الشان و سلاطین رفیع المکان لازم است چه که زیردستان و ودایع حضرت آفریدگار عزّوجل هستند روزے امیرالمومنین بعزم شکار بصحرا رفته بودند بدست مبارک دوربینے گرفته نظارهٔ صحرائے مرغزار کرده بودند که ناگاه نظر کیمیا اثر بر تواره رسید که در وهر دو ضعیف و ناتوان علفی برائے جانوران خود همیکوفت امیرالمومنین مرکب برتیز رفتار سوار شده خود را نزد آن ضعیف و ناتوان رسانیدند ـ و از کمال شفقت و مرحمت خسروانه فرمودند که درین حالت ضعیفی همین قدر زحمتے بر خود چرا گرفتهٔ مرد ضعیف دست بسته بعرض حاشیه بوسان عالی رسانید که فرزندے دارم لیکن او در افواج شاهی خدمتے را بانجام میدهد ـ امیرالمومنین ازین سخن متاثر شده آنرا بر فرودگاه خود آوردند و همراه خودتان در تناول طعام شریک گردانیدند و فرزندرا طلبیده بر خدمت آن ضعیف مامور ساختند و دو هزار روپیه از جیب خاص مرحمت فرموده رخصت کردند قطعه

بخشائے بخشانید بر تو	اگر رحمت ز حق داری تمنا
در از غیب بکشانید بر تو	تو هم بر دیگرے رحمے بفرما

[۱] بنده درین ایام بکابل موجود بودم اولاً این قصه را از عزیز القدر عبدالکریم خان پسر عالیجاه عبدالغفور خان مرحوم نبیرهٔ عالیجناب حبیب الله خان مستوفی الممالک مرحوم بامن گفته بود بعد ازان دیگری هم تصدیق کردن ـ

عدل وانصاف حضرت امیرالمومنین

ثبوت عدالت وانصاف حضرت امیرالمومنین بحکایتے احتیاج ندارد زیراکہ چنین
امورشب وروز پیش می آیند کہ شمارش دشوار است اما طریقہ راکہ فریاد مظلوم
بگوش مبارک شان بچہ طور میرسد درج میکنم تاآنکہ در قلوب ناظرین عیاناً ظاہر گردد کہ
چنین قاعدہ کلیہ بستن کہ ہمہ مظلوم وستم رسیدہ بغیر توسط احدے اظہار مدعا بتوان
کرد وبعد معلوم شدن این قاعدہ کلیہ بہمہ باشندگان ہندوستان معلوم
گردد کہ بعضے اہلکاران دولت افغانستان چنین مشہور کردہ اند وبدرجہ یقین
رسانیدہ اند کہ بغیر توسط ووسیلہ مایان احدے عرایضات وشکایات کے
وخطوط وغیرہ وغیرہ از امور ضروریہ بحضور امیرالمومنین نمے رسند زیراکہ ڈانک
خانہ پشاور چنین خطوط وعرایضات راچاک میکنند یا برائے ملاحظہ نزد اہلکاران
دولت العالیہ مے فرستادند بعد ملاحظہ آن اہلکاران اکثرراچاک میکنند وبعضی را
بحضور امیرالمومنین مے فرستند این ہمہ وجوہ غلط است کسے رامجال نیست
کہ خطوط یاعرایض دادخواہ کہ باسم مبارک حضرت امیرالمومنین باشند چاک
کردہ برو مطلع شوند یاضائع کنند وہر دمان کہ این اخبار رامشہور کردہ اند ایشان
مثل آن بزرگان ہستند کہ گفتہ اند کہ بغیر خط مایان ہیچ جائے در جنت یافتہ نمی شود
وخطے بنام جبرئیل علیہ السلام اجرت از ورثا میت گرفتہ می نویسند کہ این میت را عمدہ
خانہ در جنت بدہند۔ پس من بندہ مودبانہ بخدمت مظلومان وستم رسیدگان مشورہ
میدہم کہ اگر در چنگال کسے اہلکاران یامردمان رعایہ یا اجنٹ دولت العالیہ افغانستان
گرفتہ شوند یا اندیشہ گرفتار شدن باشد بقاعدہ ذیل از دولت خداداد افغانستان

چاره جوئی میتوان کرد۔

قاعده

اشتہارے منجانب حضرت امیر المؤمنین برائے اہل افغانستان و ساکنان
ممالک غیر طبع کرده شائع گشته است که اگر ایشانرا از رعایه یا ملازم وغیره دولت
افغانستان نقصانی یا ظلمی رسیده باشد پس اطلاع آن بغرض انصاف
بقاعده مندرجه اشتہار دولت العالیه را اطلاع دهند و نام این اشتہار عریضه خریداری
است) و این بطریقه سرکاری مثل استامپ بقیمت یک عباسی (یعنی
نصف روپیه کابلی که برابر چہار آنه دولت العالیه برطانیه است) یافته میشود
پس یک طرف این اشتہار تمام قواعد و ضوابط نوشتن عرایض و ارسال
نمودن عرایض و انتہائے مدت جواب وغیره و غیره از امور ضروریه بزبان
فارسی درج اند و پشت این اشتہار سائل و دادخواه باشد که جمیع اغراض و درخواست
ہائے خود را تحریر کنند و تکت ده روپیه کابلی که برابر پنج روپیه دولت العالیه برطانیه
است چسپان کرده در لفافه انداخته بذریعه ڈاک بحضور حضرت امیر المؤمنین
یا بحضور نایب السلطنت صاحب یا بحضور معین السلطنت صاحب فرستاده
کنند پس همه درخواستها درج رجستر شده بحضور امیر المؤمنین پیش کش میشوند
بعد ملاحظه اعلیٰحضرت جواب معقول و مدلل نوشته بدستخط یا مهر اعلیٰ حضرت
مزین شده اندر مدت چہل یوم نزد سائل فرستاده میشود اگر نیز بیرون جات
عرایض که پیش کش اعلیٰحضرت کرده باشند پس محصول ڈاک بذمه سائل
است اگر سائل دعوی خود را ثابت کند پس علاوه آن سزائے که برائے مجرمان

قانون دولت العالیہ مقرر است محصول ٹکٹ وغیرہ از مجرم گرفتہ نزد مدعی فرستادہ میشود۔

خندہ پیشانی اعلیٰ حضرت امیر المومنین

از روئے مبارک حضرت امیر المومنین سراج الملتہ والدین در ہر آن انوار فیض آثار چنان ظاہر میشود کہ از آفتاب عالم تاب فیضان نور ہمہ دم بر ہمہ عالم میشود جولائے در ۱۹۰۶ء من بندہ را بحضور بارگاہ سلطان ظل اللہ اتفاق حاضری افتاد شان و شوکت بارگاہ حضرت امیر المومنین و زرق و برق پوشش سرداران افغانستان و چہرہ پر وجاہت و شاندار و لمعہ شمشیر آبدار ایشان این ہمچنین اسبابے اند کہ بر دل مردمان شجاع و دلیر بغیر اثر کردہ نمے مانند کسے را کہ اتفاق حاضری بارگاہ عالی مے افتد قبل از پیش شدن متردد و خائف میشود و در دل خود میگوید کہ دیدہ باید چہ دیدہ مے آید لب اعلیٰ حضرت چہ احکام جاری و نافذ فرمایند خدا علیم و دانا است کہ چہ پرسند و از زبان کمترین مان بان چہ برمے آید۔ لیکن وقتیکہ نظر بذات مبارک شان مے افتد پس خندہ پیشانی آن امیر المومنین این ہمہ اشیا لائے کہ در دل بسبب خوف و دہشت مے آیند ہمہ وقت بدر مے روند چنانکہ نور آفتاب ظلمت و تاریکی را و خوشی و خرمے الام و اغمام را برطرف مے سازد۔

خلق اعلیٰحضرت امیرالمومنین

هیچ اہلبیت بہ از خلق نکو	من ندیدم در جہان جستجو

نزد ہمہ اصاغر و اکابر مشتہر است کہ السلطان ظل اللہ امیرالمومنین سراج الملۃ والدین خلد اللہ ملکہٗ ہم چنان کافہ رعایا را دوست مے دارند کہ پدر فرزند را و ہرچہ بر خود نہ پسندند بر ایشان ہم نہ پسندند و نیز جان و مال خود را از وے دریغ نہ دارند بلکہ از شفقت و خلق عام و مرحمت مالا کلام رعیت را از مرتبہ رعیتی بدرجہ دوستی رسانیدہ اند لہٰذا جمیع مسلمانان را باید کہ برائے ذات اقدس شاہانہ دائماً دست بدعا باشند ادام اللہ نوال عاطفتہ و رافتہ بین الانام الیٰ ساعۃ القیام۔ من بندہ اول مرتبہ بحضور اقدس پیش شدم و سلام مسنون و دعائے ترقی حیات و دولت عرض نمودم پس از الطاف خسروانہ بہ لہجہ خوش جواب سلام دادند بلکہ بر این اکتفا نہ فرمودند و از زبان معجز بیان ہیچو من بندہ را مزاج پرسی کردند و فرمودند کہ تو عزیز و مہمان من ہستے مایان اہل ہندوستان را دیدہ خوشوقت و مسرور میشویم خلد اللہ تعالےٰ ملکہٗ و اجری فی بحار السلطنۃ فلکہٗ۔

بیدار مغزی اعلیٰحضرت امیرالمومنین

از اوصاف و حالات گذشتہ حضرت امیرالمومنین بر جملہ ناظرین ظاہر میشود کہ خداوند تعالےٰ در ذات شان حسن تدبیر و لیاقت جہانداری و بیدار مغزی بدرجہ کمال

عطا فرموده است هر کسے کہ از حالات دار الخلافت کابل قدرے آگاہی مے
دارد اندازه این امر میتوان کرد کہ پیشتر افغانستان ملک غیر آئین بو دمگر بیدار
مغزی آن اعلےحضرت از جملہ علوم جدیده و فنون صنعت و حرفت قوم افاغنہ
ماہر شدند مملکت شان از کالج ہا و شفاخانہا و مہمان سرائے و صفائی راہا
و ترقی کارخانجات صنعت و حرفت اراستہ و پیراستہ است و روز افزون
رو بترقی مے نماید و این ہمہ امور بر لیاقت خداداد و مدبری حضرت امیر المومنین
شہادت میدہند۔

علو ہمتی اعلےحضرت امیر المومنین

حق سبحانہ تعالےٰ ذات امیر المومنین را بطغرائے ان اللہ یحب معالی الامور
بے مزین کرده است کہ احتیاج بیانے ندارد اعلےحضرت المومنین در شب و روز
کمتر استراحت میگیرند و ہمہ دم در امورات ضروریہ سلطنت و انتظام مملکت مستغرق
میمانند باوجود این ہمہ امورات ضروریہ نماز را کہ فریضہ خداوندی است باوقات
مقررہ ادا میکنند۔ روزے عالیجناب مرزا عبدالرشید خان صاحب بمن گفتہ
بودند کہ من بنده ہمہ اوقات خود را بہمرکابی حضرت امیر المومنین میگزارم و
گاہے ندیده ام کہ احدے از نماز فریضہ فوت کرده باشند وقتے در چنین مرضے
گرفتار شده بودند کہ حس و حرکت بدشواری میکردند تاہم درین حالت نماز ہے
فوت نشد و ہمین طور پابند صیام ہستند کہ در سفر و حضر آنرا ترک نمیکنند غرضکہ
ہمہ امورات شرعیہ فرضیہ و مسنونہ را بالغایت اہتمام و خوش اسلوبے
ادا مے نمایند۔

واین امر بر عالی ہمتی شان دلالت میکند کہ از سفر سخت و دشوار رنجور نمے شوند
چنانچہ واقعہ کہ من او را مشاہدہ کردم اینست کہ بندہ در جولائے سنہ ۱۹۰۶ عیسوی
بدار الخلافت کابل رسیدم و در آن زمان اعلیٰ حضرت امیر المومنین بجبل سراج
تشریف میداشتند روزے این بندہ بقصد ملاقات عالی جناب خلق مجسم
فخر افغانستان کرنل[1] حبیب اللہ خان نائب عسکر حاضر شدم اتفاقاً یکے
از غلام بچہا حاضر شدہ عرض کرد کہ اعلیٰ حضرت امیر المومنین فردا نماز جمعہ
بمسجد جامع در دار الخلافت کابل ادا مینمایند پس بوقت شام بروز پنجشنبہ کہ ناگاہ
صدائے توپ شنیدم۔ پس از تحقیق کردن معلوم شد کہ حضرت امیر المومنین
سراج الملت والدین مع الخیر والعافیت بسواری اسپ تیز رفتار سفر پنجاہ و پنج
میل طے کردہ بدار الخلافت رسیدہ اند لہذا برائے سلامی شان این توپ
سر کردہ اند۔ پس ازین زیادہ چہ مستعدی شد کہ سفر پنجاہ و پنج میل را بر
اسپ طے کردند۔ خداوند رب العالمین جل اسمہ ارحم الراحمین ذات
ملکی صفات چنین بادشاہ عادل و باانصاف را کہ برائے محافظت و دایع خود
آفریدہ است بر کافۂ مسلمانان جہان تا دیر قایم و دایم دارا دو از اثرے ناقص
آن حضرات کہ (از صفات ذمیمہ کہ بسبب غلبۂ قوت بہیمیہ خود) بلہو و لعب مشغول
دارند محفوظ دارا د بقول شاعر۔ زندہ نماند آنکہ نجوید فلاح او۔ وہر آن از لطف

---

[1] خان صاحب موصوف بنہایت قابل ولایق اند از زبان ترکی و عربی و فارسی و انگریزی
وغیرہ مہارت کلی دارند و منجانب سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ بسمت و پنج سال ابہ سد
جلیلہ ممتاز بودند ایشان بسیار خلیق و مسافر نواز ہست اند و حق این است کہ ہمچنین
اشخاص باعث افتخار دولت و نیک نامی مے باشند

عام وکرم مالا کلام بہرہ ور بفرما و بی ثباتی عالم فانی و بقاے عالم جاویدانی
را در دلش اعلا بفرما و ای سامع الدعوات دعائے است از ما و از جملہ
مسلمانان کہ این بادشاہ ما کہ بندہ فرمان بردار تست از ہمہ آفات دینی
ودنیاوی محفوظہ داراد۔

خاتمہ

وجود اعلیٰ حضرت سراج الملة والدین امیر المومنین خلد اللہ ملکہٗ و اقبالہٗ
از برکات آسمانی و افضال یزدانی است۔

(۱) سلطنت را بخلافت و امامت اسلامی مبدل کرد۔ و درین شکے
نیست کہ بعد از قرون ثلثہ وجود خلافت درین زمان خیر توام مشہود
گشتہ و انقراض دول اسلامیہ از شامت سلطنت بود زیرا کہ خزانہ
و سپاہ ہمش از آن شخصے واحد میباشد۔ قوم را با وہمدردی نباشد
مگر ہمان قدر کہ منافع افراد قوم با و تعلق دارد و دیگر آنکہ بموت آن
سلطان سلطنت مے میرد و بحیاتش زندہ مے باشد برائے
این معنے اعدائے جانستان درپئے جان سلطان میباشند و برائے
اعدام سلطنت و اعدام سلطان منتظر موقع میباشند درخصوص

سلطان در پے تحفظ جان خود چہ مشقت ہا میکشد و از اوج آزادی
انسانیت تخضیض قید حیوانیت مے افتد۔ و ہر گاہ کہ اعدامے دانند
کہ یک یک از افراد قوم سلطان است و بانتخاب قوم این شخص
بکرسی مملکت نشستہ است اعدام این را بیکار مے دانستہ در پئے
جان او نمے باشند۔ دیگر اینکہ انسان تا وقتیکہ بقید انسانیت است
از خطا کاری و ابتلائے لذات و شہوات و غفلت کاری از مہام
سلطنت مامون نیست گاہے خزانہ سلطنت بلولیان مے بخشد
و گاہے بمدح سرائے شعرا عطیہ جزیلہ عطا مے فرماید و گاہے در
تعیش و اسباب تنعم خود خزانہ خالی میکند پس درینصورت
لامحالہ سپاہ جان نثار و مردان کاردان و اموز گار را رنجے و حسدے
و تنفری پیدا میشود و ہمدردی بسلطنت مبذول نمے نمایند و بکجی
دیگر کہ منافع خود از و متوقع مے شمارند در گرانید و خصوصاً در آن زمان
کہ دشمنی صعب رو مینماید اظہار خیانت میکنند۔ دیگر اینکہ طائفہ علماء و صلحا
کہ افراد قوم زیر حکم ایشان میباشند ازین سلطان از بیہودگی ہائے او
اعراض نمودہ قوم را در اعانت او تحریک نمے نمایند بلکہ بعض اوقات
وجود این سلطان را موجب خسران و ضعف اسلام تصور یدہ برخلاف
او فتوی میدہند پس در دولت انقلاب عظیم پیدا مے شود لہذا این
فسادات را ملحوظ فرمودہ بنار دولت اسلامیہ برپایۂ خلافت

استوار کرده اند وظیفه وقت بجز آن کفافے که از قوم باو معین شده
بود بر یک پول سلطنت بغیر مرضی قوم اقتدار نداشت وجمله قوم سلطنت
را سلطنت خود پنداشته وفوائد ومضار دولت را فوائد ومضار خود
تصور دیده باعانت دولت بجان ودل میکوشند وازین سبب در زمانه
خلفا ریرچم اسلام از مغرب تا مشرق مے جنبید وازینجا ودل یورپیه
در تمامے مملکت سلطنت جمهوریه پیدا کرده اند تا که جمله افراد قوم در
درجه مساوات بوده باهتمام کارهائے دولت به پردازند۔ اعلیٰ حضرت
امیر المومنین سراج الملة والدین خلد الله ملکهٔ اول آن سلاطین
اند که شخصیت را بجمهوریت متغیر کرده اند۔ ازین سبب بوقت جلوس
بر سریر مملکت افغانستان، هیچ قتال وحرب واقع نشد۔ وعلماء
وصلحاو سرداران قوم که هر یک بجائے خود سرغنه جماعت کثیر
اند بحسن ارادت واخلاص نیت بر دست اعلیٰ حضرت امیر المومنین
سراج الملة والدین بیعت کردند۔ حالا سلطنت کابل همان سلطنت
نیست که پیش ازین بود هر طائفه وهر گروه بدل معین دولت است
وزیر رایت دولت قتال وحرب را باعث عصمت ننگ وناموس
دینی ودنیاوی خود مے پندارند وازین سبب اعلیٰ حضرت
امیر المومنین را فرصت داد که بخطره بمهمانے سلطنت انگلشیه
تشریف شریف ارزانی فرموده لطف سیر وسیاحت وملاحظه اتقان

واحکام سلطنت غور میفرمایند وازین تجربه بسیارے از بسیار فوائد جلیله همراه خود بدولت خداداد خواهند برد۔

(۲) اعلیٰ حضرت امیر المومنین همچون دول متمدنه زمام امور عظام بر قواعد نظم دول به هر یک شخص قابل تفویض فرموده اند و زمام همه بدست خود میدارند۔

(۳) اعلیٰ حضرت امیر المومنین در استحکام این خلافت شب و روز کوشان اند و برائے استحکام خلافت طائفه انام از خواص و عوام محتاج بعلم اند که کم از کم حقوق شخصے و حقوق دولت و فرایض خلافت را و فوائد استحکام دولت را کما ینبغی فهم نمایند و طائفه خاصه در صنائع و اختراع امور عجیبه که درین زمان استحکام دول در حرب و ضرب و در زمانه امن ترقی تجارت و مالیت بآنها مربوط است مهارت تامه بدست آرند و نیز اراکین مجلس شوری از طوائف اهل علم و خیر اندیشان میسر آیند و شب و روز هر یک در استحکام و ترقی دولت افکار مفیده را بدل راه میدهد و در مملکت اثار تمدن و ثروت پدید آید که فتنه و رهزنے و باهمی حرب و ضرب یکلخت دور افتد و جمعیت دست بدهد و هم برائے استحکام این معنے وکلاء و سفراء دیندار خیر اندیش که از السنه اجنبیه هم بهره وافر داشته باشند بدول دیگر ارتباطات مستحکم ساخته از فوائد و صنائع دیگران بهره وافر بردارند۔ و از خدائے

جہان دعا است که در چند ایام این دولت بر دول ترقی یافته در تمدن قدم سبقت پیش خواهد نهاد زیراکه وجود همچنین پادشاه برائے مملکت رحمتے است از خدائے عالم۔

التماس بخدمت ناظرین والاتمکین

مختصراً حالات دربار امیر المومنین و حالات دار الخلافت کابل وعظمت و بزرگی رعایائے افغانستان و حالات عمارات شاہی و باغات انہا و حالات راہ کابل و پشاور که تعلق آنہا بدولت خداداد افغانستان است و توصیف عالی جناب فیض مآب خیرخواہ دولت خداداد افغانستان غلام حیدر خان صاحب سررشتہ دار ڈاک خانہ اسلامیہ پشاور و تعریف جناب حضرت مولانا مولوی نجف علی صاحب انسپکٹر مدرسہ اسلامیہ حبیبیہ وغیرہ وغیرہ آن کتاب که بزبان اردو چاپ شده شائع گشته است مندرج اند و درین ترجمه کتاب بسبب آنکه گنجایش وقت نیافتم که آن همه مضامین راکه در اصل کتاب اردو موجود اند نقل کنم زیراکه

اعلیحضرت امیر المومنین سراج الملة والدین خلد الله ملکهٗ
واقبالهٗ بتاریخ ۳ جنوری ۱۹۰۷ء رونق افروز هندوستان میشوند
ومقصود تالیف کتاب این است که پیش از تشریف آوری شان
این کتاب را تقسیم کنم تا که اهل هندوستان از اوصاف حمیدهٔ شان
وشوکت شاهی اعلیحضرت امیر المومنین واز دیگر حالات
واقف شوند۔ از ناظرین خواستگار معافی هستم که مارا بسبب
قلت وقت گنجایش تالیف این کتاب را نبود وترجمه اش کجا
چنانچه در شروع کتاب خود من بنده این همه امور پیش کش
ناظرین کرده ام لهذا هر کسی را که اشتیاق دیدن جمله حالات
مذکوره باشد پس اصل کتاب را که بزبان اردو چاپ شده
است وهمراه این ترجمه هست ملاحظه بفرمایند۔ علاوه ازین
اهل افغانستان را چندان ضرورت دانستن آن حالات نیست زیرا که
ازین همه امور آن جمله حضرات بخوبی واقف هستند لهذا
از ناظرین کتاب هذا امید عفو داشته بدعا ترقی دولت خداداد
افغانستان وشاه اسلام ختم میکنم۔ شعر۔

الهی در جهان باشی باقبال ٭ جوان بخت وجوان دولت جوان سال

اللهم تمم بالخیر فقط دعاگو شاه اسلام حاجی محمد خان ساکن خورجه